لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا

الحمد للہ کہ رسالہ [illegible] مقالہ حاسمہ مواد اقشاب موسومہ

لب الالباب

۱۲۹۷

بفرمایش بعضی احباب وحسب خواہش بعضی اولی الالباب

در شہر لکھنؤ بمطبع علوی علی بخش خان طبع شد

ہنگام گیرودار بہلی وہ خطا وار ہی پہر آخر کار ع گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ۞ اب کارپردازان کارگاہ جہان
اور تارتابان بارگاہ ذات العماد کے حضور مین گذارش ہی کہ اگرچہ داب آداب ملازمان عالیجناب سے معلوم ہی کہ یہ چک و چاند
کسی مصنف کی سہام کا نشانہ ہو ۞ بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش ۞ من انداز قدت را می شناسم ۞ پر مضمون عبرت مشحون ع
کہ زر قلب ہر کس کہ دہی باز دہد ۞ یاد رہی تلافی آیندہ باعث تکدر نہو ۞ عوض یوسفی ہمنی گالیان دین یا کہ صاحبانی ۞ ذرا
انصاف تو کیجی نکالا کسنی شر پہلے ۞ پہر حضرات متشیعین کے خدمات مین التماس ہے کہ اس عجالہ کو بغور مطالعہ مین لائین اور الا انصاف
خیر الاوصاف کو کار فرمائین ع الا اگر جان انصاف پر ظلم کی بار آئیگی کہو نیکی بلا بندہ کی سر جائیگی زمانہ اور ہی اور قانون ہی طور ہے
حاکم کیا خدائی ہی اب ہمیشہ پیر اور پنجو لکہنو ہی آج وہی کانپور ہے ۞ تمکو اگر نکالیگا در گنگ جاؤ گی مین نکلونگا تو خانہ کعبہ حضور ہے ۞ ہجرت کرونگا
وہان بہی مہاجر کہاؤ نگا ۞ لعنت بلکہنو کہ وہ دار الشرور ہے ۞ ہہنا قد تم العرض فالآن اشرع فی المقصود والغرض مسمیا
للرسالۃ بالعقاب لآل الکذاب متوکلا علی الرب الکریم ولا حول ولا قوۃ الا بفضلہ العظیم اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال المجتہد المعزول مخفی نماند کہ مسئلہ مذکورہ در طریقہ ہر دو فریق خلافی
است بعضے از علمای ما مانند قمیین و ابن حمزہ و شیخ ابو الفتوح رازی در او ندی در کتاب لباب و سید ابو المکارم صاحب بلابل القلاقل و فاضل آملی
تلمیذ محقق و غیر ایشان حرام میدانند و برخی از فقہای ما آنرا مکروہ بکراہت شدیدہ مغلظہ دانستہ اند و محول ایمہ اقول
مسئلہ مذکورہ عبارت ہی وطی فی الادبار سی اور مراد فریقین سی دو فرقہ ہین ایک شیعہ نیک ذات دوسرا اہلسنت صاحب نجات کہ
باتفاق محققین چار مین منحصر ہی اسیواسطی دوران حق انہین چارومین مسلم اور مقرر ہی ولو بالتشکیک الموجب فی الحقیقۃ الاولیۃ
والاولویۃ بالنسبۃ الی الآخر کما تقرر فی موضعہ بنا علی ما استمر پس ظاہر ہی کہ مسئلہ مذکورہ کی حرمت مین کسی اہلسنت کا اختلاف نہین بلکہ
تحاشی اس فرقہ حقہ کے بدلائل قطعیہ قاطعہ ثابت ہے کما سیاتی فیما یاتی ہان شیعہ کی نزدیک یہ مسئلہ مختلف فیہا ہی دو اختلاف ہی جو
چلکہ خامہ ملازمان علامہ ہوا لیکن لفظ البعض اور برخی کی نحوی ہی سی اصح ہوتا ہی کہ یہ مذہب مسند ور اور ما اتفق علیہ شیعہ سی دوسرے
فقط ہنا سی اہلسنت ان بعض کو منظور پڑا مذہب اکثر اور جمہور سے مقام مین اور کہ بملاحظہ مضحکہ و محافظہ تفریق کلم انداز ہوا وہ یا بجہ
بکراہت ہے بلا قید جیسا منہج الصادقین مین موجود ہے کہ اکثر علمای امامیہ بر آنند کہ این آیہ دلالت است بر جواز وطی در ادبار ہمچنین کرا
و مخالفین او را منع کردہ اند انتہی یا حلال مطلق جیسا مجمع البیان مین مشہور ہے کہ ان النساء و انکن لنا حرثا فقد ابیح لنا
وطیہن بلا خلاف فی غیر موضع الحرث کالوطی فیما دون الفرج و ما اشبہہ انتہی یعنی عورات اگرچہ حرث ہین
پر غیر موضع حرث یعنی دبر وغیرہ مین اونکی ساتھہ مباشرت درست ہے بلا خلاف و فی الارشاد الوطی فی الدبر کالوطی فی القبل
فی جمیع الاحکام حتی فی تحقق النسب یعنے جماع دبر اور قبل تمامی احکام حتی کہ ثبوت نسب مین یکسان ہے اور یک رنگ ہی اور
تذکرہ مین اسکی جواز پر امامیہ کا اجماع نقل کیا و کیف لا ان امامیہ کی مویدات مدعا احادیث ائمہ ہی ... فی التہذیب
وغیرہ پر پوشیدہ نہین عن عبد اللہ ابن ابی یعفور قال سالت ابا عبد اللہ ع عن الرجل یاتی المراۃ فی
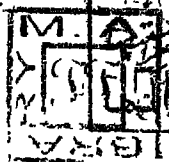
ایک یہ کہ بواسطہ صغری فضلاً عن الکبریٰ اہلسنت کی نزدیک حرام مطلق ہی اور مالک کی حکایت بصیغہ تمریض ہی بصیغہ
تصحیح وسنتم الکلام فیہ انشاءاللہ فی جمیل التوضیح دوسری یہ کہ امامیہ کی طور پر گاہی حرام کا اطلاق مکروہ پر بھی آتا ہی
تیسری یہ کہ مجموع اقوال شیعہ چہ ملازمین چہ متقدمین سی ہویدا ہوا کہ مسئلہ مذکورہ مین چار قول ہین ایک حرام وہو الاضعف
بل الاسقط دوسرا مکروہ مقید بشدت وغلظ وہو الاقرب بالحرام تیسرا مکروہ فی الجملہ وہو الاشبہ بالحلال چوتھا حلال وہو الاقوی
بل الاحوط اب استفسار ہوتا ہی کہ ملازمان کی لفظ حرام سی کیا مراد ہی مقابل حلال یا کراہت مطلقہ ثانی منافی تقریب ہو اسلیئے کہ شبیہ
بحلال ہی اور اول اگرچہ مناسب تقریب ہے لیکن یہ اول بلکہ ثانی معاً مبطل حصر ہی ہو اسلیئے کہ برتقدیر ثانی اختلاف حد تثلیث کو پہنچتا ہے
اور برتقدیر اول تربیع کیجانب بڑھی ہوتا ہی اس ہنگام مین دونو تقدیر ثانی حرمت ملازمین اور طہارت طاہرین کی دھجیان اوڑاتی ہین
اگر اس برہان قاطع پر کوئی قاطع برہان ہم پہنچی قطع نظر حفظ حرمت وطہارت اہلسنت پر کمال منت ہوگی ع چو گرگان پہم جنگ
دارند و میش * رود در میان گوسپند سلیم * اور دونو تقدیر اول پر مخالفت جمہور اور مناقضت حدیث مشہور کہ باعتراف استبصار بلا تقیہ
وزور ہی ناگزیر اور تقلید شیخ بہ بنیاد اور دیگر نیک وبد کہ مجتہد میت ہین علاوہ حالانکہ جناب باسعد وجملہ کتب اعنی برادر متوفی ملازمان
عالی نسب کتاب روضۃ الاحکام مین باین عبارت افادہ فرما رہی ہین کہ مجتہد را تقلید مجتہد دیگر میسر نگردد حیاً کان او میتاً بلکہ
موافقت اہلسنت کہ بشہادت کتب شیعہ اس فعل کی حرمت پر مصر ہین چار و ناچار گریبان گیر ہوگی باوجودیکہ اوسی روضہ ناضرہ
مین خبر ماثور منقول ہی کہ خذ بما خالف العامۃ ودع ما وافقہم ومعہذا اخباریین کہ اصولیین کی آخ اخیا فی ہین اونکی
تلافی کیونکر ہوگی کہ وہ کہتی ہین کہ جو شیعہ کہ وطی دبر کا منکر ہی مدبر ہی اور سنی نژاد یا امام کذاب کی اولاد فاعتبروا یا اولی الالباب
ان ہذا الشیٔ عجاب ع خوب موزون ہمسی اوسکا قد بالا ہوگیا * عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا * **قال المجتہد المعزول**
وجماعتی از قدمای عظمای صحابہ وتابعین وعلمای اہلسنت وجماعت آنرا حلال ومباح پنداشتہ اند بدون تصریح بکراہت واکثری
از آنہا بحرمتش قایل شدہ اند پس طعن ایشان بر شیعیان درحقیقت طعن برخود ایشان ست **و بحول اللہ اقول** ترتیب
عبارت کا حسن یون مقتضی تہا کہ بعد قول اکثر مذہب جماعت کا مذکور فرماتی تا ترتیب نتیجہ بلفظ پس طعن ایشان الخ اور توضیح مقال
بوجہ اقرب واصوب ترتب پاتی خیر ایسی کلام بی ربط پر کہان تک خیال کیجی خبط یہ ہی کہ مجرد اتمام تقریب کی لئی کل کی موضع مین
اکثر کا لفظ وضع ہوا تا عوام اہلسنت دام مغالطہ مین آئین کہ بعض کی نزدیک یہ فعل محرم مباح بھی ہی کما صرح بہ حالانکہ یہ تقریب
ناتمام ہی دو طور سی ایک یہ کہ اصل اصول کہ للاکثر حکم الکل مقصود بیان بعض حاصل نہین پس موضوع اس قضیہ کا سراسر لغو
اور موضوع ٹہرا دوسری یہ کہ نتیجہ جاجت بنا بر مذہب اہلسنت اصلاً ثابت نہین ہوتا ملازمان فی بزور فہم وا... وہم کا سلسلہ اثبات
پہنچایا کما سیاتی مع ان الاثبات فرع الثبوت حالانکہ سائر اہلسنت قدیماً وحدیثاً اس فعل کی زشتی قایل ہین لما سمعت
من بیان المخالفین والآن فاستمع من بیان المنصفین قال عز من قائل نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المومنین تمہاری عورتین کہتی ہین تمہاری جیسی کہیتی

تخم ڈالی سی غلہ پیدا ہوتا ہی فرج مین نطفہ ڈالی سی لڑکا پیدا ہوتا ہی سو آؤ اپنی کہیتی یعنی فرج مین جسطرح پر چاہو کہڑی خواہ بیٹہی
خواہ لیٹی خواہ روکیجانب سے خواہ پشت کیطرف سے اور آگی کی تدبیر کرو یعنی اس آنی مین نیت [illegible] اپنی اولاد کی اور ڈرتی رہو اللہ سے
اوسکی امر اور نہی مین اور جان رکہو کہ تمکو اوسی ملنا ہی جزای اعمال اور سزای افعال کیو [illegible] خوشخبری سنا ایمان والونکو جنت کی
اس آیہ کی قید و نسی صاف ہویدا ہی کہ سوای وطی فی القبل وطی فی الدبر کی اصلا اجازت نہین آور روافض جو اتی کی بہروسی وطی فی الدبر
تجویز کرتی ہین حرث کو بہولی ہین اسلیکہ دبر موضع فرث ہی موضع حرث نہین شان نزول آیہ کی اپنی مدعا پر دلیل ہی فی الدر المنثور
عن جابر قال كانت اليهود تقول اذا اتى الرجل من خلفها في قبلها ثم حملت جاء الولد احول فنزلت نساءكم
حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم ان شاء مجبية وان شاء غير مجبية غير ان ذلك في صمام واحد یعنی جابر نی کہا کہ یہود کہا
کرتی تہی کہ جسنی مباشرت کی فرج مین پیچہی سی اور عورت کو حمل رہا تو لڑکا احول پیدا ہوگا اسکی رد مین یہ آیہ نازل ہوا کہ تمہاری
عورتین تمہاری کہیتی ہین اپنی کہیتی مین آؤ جسطرح چاہو خواہ مجبیۃ خواہ غیر مجبیۃ پر صمام واحد مین امام نووی نی مسلم کی
شرح مین فرمایا کہ مجبیہ بضم میم و فتح جیم و کسر باء موحدہ مشددہ و یای تحتانیہ بمعنی مکبوبۃ علی وجہہا اور صمام بکسر صاد مہملہ بمعنی ثقب
یعنی سوراخ پس صمام واحد بمعنی سوراخ واحد ہی اور مراد اوسی قبل ہی وعنہ كانت الانصار تأتي نساءها مضاجعة
وكانت قريش يشرح شرحا كثيرا فتزوج رجل من قريش امرأة من الانصار فاراد ان يأتيها فقالت لا الا
كما نفعل فاخبر بذلك النبي ص فانزل الله نساءكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم قائما وقاعدا ومضطجعا
بعد ان يكون في صمام واحد یعنی اوسی جابر سی روایت ہی کہ انصار کا معمول تہا کہ جماع کروٹ کرتی تہی اور قریش بسرح
تیسیر الوصول مین ہی کہ سرح بجای حمله وطی المراة مستلقية على قفاها یعنی چت ناگاہ کسی قریشی نے ایک انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اونسی
عادت بموجب پیش آوی انصاریہ نے کہا یون نہین ہماری طور پر پیش آ قصہ حضرت پاس پہنچا نساءکم الآیہ نازل ہوا کہ تمہاری عورتین
تمہاری کہیتی ہین آؤ اپنی کہیتی مین جسطرح چاہو کہڑی خواہ بیٹہی خواہ چت بشرطیکہ صمام واحد ہووے وعن ابن عباس رض قال اتى اناس
من بني حمير الى رسول الله فسألوه عن اشياء فقال له صلعم رجل انى احب النساء واحب ان آتي امرأتي مجبية فكيف
ترى في ذلك فانزل الله في سورة البقرة بيان ما سألوا عنه وانزل مما سأل عنه الرجل نساءكم حرث لكم فاتوا
حرثكم انى شئتم فقال رسول الله ص ائتها مقبلة ومدبرة اذا كان ذلك في الفرج یعنی ابن عباس فرماتی ہین کہ کچہ لوگ
بنی حمیر کی [illegible] کے حضور مین حاضر ہوئی بہت باتین پوچہین اونمین ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ مین عورتونکو پیار کرتا ہون اور مجبیۃ
اپنی بی بی سے جماع کرتا ہون آپ کیا فرماتی ہین پس حق تعالی نی سورہ بقر مین اون لوگونکی سوالونکا جواب نازل فرمایا اور اوس شخص کی حق مین
نساءکم الآیہ نازل فرمایا حضرت نی بتایا کہ اپنی عورت سے تجکو جماع مقبلۃ اور مدبرۃ درست ہے بشرطیکہ فرج ہی مین ہو واخرج
عبد ابن حميد عن الحسن قال قالت اليهود للمسلمين انكم تأتون نساءكم كما تأتي البهائم بعضها بعضا وتبركوهن
فانزل الله نساءكم الآية ولا بأس ان يغشى الرجل المرأة كيف شاء اذا اتاها في الفرج یعنی حسن فرماتی ہین کہ

یہود دونی مسلمانونکو کہا کہ تم جماع کرتی ہو عورتونسی ہمایم کیطرح بار بار اک یعنی اونکو زیر سینہ لیتی ہو پس حقتعالی نی نازل فرمایا نساءکم الآیہ یعنی مضایقہ نہیں کہ جماع کرو جسطرح چاہو فرج مین یہ ہی شان نزول اس آیہ کی جس سی اتیان النساء فی الادبار کی حرمت یقینا ثابت ہوتی ہی اور انہیں شان نزول کی مطابق احادیث نامیہ بروایت ائمہ اربعہ وغیرہ اونکی مسانید مین موجود

فی الدر المنثور اخرج فی مسندہ ابو حنیفۃ عن حفصۃ ام المومنین ان امراءۃ اتتہا فقالت ان زوجی یاتینی مجبیۃ ومستقبلۃ فکرھتہ فبلغ ذالک النبی صلعم فقال لا باس اذا کان فی صمام واحد یعنی امام ابو حنیفہ نی اپنی مسند مین ام المومنین حفصہ سی اخراج کیا کہ آپکی خدمت مین ایک عورت عرض کرنی لگی کہ میرا شوہر مجھسی مجبیۃ اور مستقبلۃ جماع کرتا ہی مجکو ناگوار ہوتا ہی یہ خبر حضرت کو پہنچی فرمایا کیا مضایقہ اگر صمام واحد ہی واخرج الشافعی فی الام من طریق خزیمۃ ابن ثابت ان سائلا سال رسول اللہ صلعم عن اتیان النساء فی ادبارھن فقال حلال او قال لا باس فلما ولی دعی فقال کیف قلت امن دبرھا فی قبلہا فنعم ام من دبرھا فی دبرھا فلا ان اللہ لا یستحیی من الحق لا تاتوا النساء فی ادبارھن یعنی امام شافعی نی کتاب ام مین خزیمہ ابن ثابت کی طور پر اخراج کیا کہ ایک سائل نی آنحضرت سی پوچھا اتیان النساء فی ادبارھن کا مسئلہ فرمایا حلال ہی یا فرمایا لا باس جب وہ یہ سنکر چلا آپنی اوسکو بلایا اور فرمایا کہ کیونکر کہا تو نی کیا اتیان جانب دبر سی قبل مین تو ٹھیک ہی یا دبر سی دبر مین تو نہین اللہ شرم نہین کرتا بیان حق مین خبردار عورتونسی جماع دبر مین نکرو واخرج احمد عن طلق ابن یزید عن النبی صلعم قال ان اللہ لا یستحیی من الحق لا تاتوا النساء فی استاھن امام احمد نی طلق ابن یزید سی اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا اللہ شرم نہین کرتا بیان حق سی نہ جماع کرو عورتونکی سرین مین واخرج ابن عدی فی الکامل عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلعم لا تاتوا النساء فی اعجازھن ابن عدی نی کامل مین ابن مسعود سی اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا عورتونسی جماع نکرو اونکی چوتڑونمین اور احادیث و آثار زاجرہ اس باب مین بہت وارد ہین فی الدر المنثور اخرج ابن وھب وابن عدی عن عقبۃ ابن عامر ان رسول اللہ صلعم قال ملعون من اتی النساء فی محاشھن عقبہ ابن عامر نی کہا کہ حضرت نی فرمایا او سپر لعنت ہی جو عورتونکی مقعد مین جماع کرتا ہی واخرج ابن ابی شیبۃ والترمذی وحسنہ والنسائی وابن حبان عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم لا ینظر اللہ الی رجل اتی رجلا او امراءۃ فی دبرھا ابن عباس کہتی ہین کہ حضرت نے فرمایا اللہ نظر رحمت سی اوسکو نہین دیکھتا جو مرد یا زن کی دبر مین جماع کرتا ہی واخرج ابوداؤد والطیالسی واحمد والبیہقی فی سننہ عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال الذی یاتی فی دبرھا ھی اللوطیۃ الصغری عمرو ابن شعیب اپنی باپ سی وہ اپنی دادا سی روایت کرتا ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جو عورت کی دبر مین جماع کرتا ہی یہی لواطہ صغری ہی واخرج ابن عدی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال من اتی شیئا من الرجال والنساء فی الادبار فقد کفر ابو ہریرہ روایت کرتی ہین کہ فرمایا حضرت نے جسنی مرد یا عورت کی دبر مین جماع کیا بیشک کافر ہوا واخرج عبد الرزاق والبیہقی فی الشعب عن عکرمۃ ان عمر ابن الخطاب ضرب

رجلا فی مثل ذلک عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو اس مقدمہ میں مارا تھا واخرج عبد ابن حمید عن
قتادة قال سئل طاؤس عن اتیان النساء فی ادبارهن فقال ذلک کفر ما بدا قوم لوط الا ذلک اتوا النساء
فی ادبارهن واتوا الرجال الرجال یعنی کسی نے طاؤس سے ادبار کا مسئلہ پوچھا فرمایا کفر ہے قوم لوط کی ابتدا یہی تھی کہ عورتوں کی
دبر میں جماع کرنے رفتہ رفتہ مردوں سے مبتلا ہوئی اور محدثین اور فقہای اہلسنت یکرو اور یکزبان ہیں کہ یہ فعل سرتاپا حرام ہے نووی نے
شرح مسلم میں کہا لا یحل الوطی فی الدبر من شئ من الآدمیین ولا غیرهم من الحیوان بحال من الاحوال یعنی
وطی فی الدبر حلال نہیں کسی حال میں نہ انسانوں کے ساتھ نہ حیوانوں کے ساتھ مسوّی شرح موطا میں لکھا کہ اما الاتیان فی الدبر فحرام
فمن فعله جاهلا بتحریمه نهی عنه فان عاد عزر یعنی وطی فی الدبر حرام ہے جو کوئی نادانستہ مبتلا ہوگا اوسکو باز رکھینگے
نمانیگا تو تعزیر دینگے اور ہدایہ میں ہے کہ من اتی امراة فی الموضع المکروه او عمل عمل قوم لوط فلا حد علیه عند ابی حنیفة
یعزر وقالا هو کالزنا یحد وفی الجامع الصغیر یودع فی السجن حتی یتوب یعنی جو عورتوں کی موضع مکروہ یعنی دبر میں وطی کرے
یا قوم لوط کا عمل بجالاوے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اوسپر حد نہیں تعزیر پائیگا اور صاحبین کے نزدیک زنا کی طرح محدود ہوگا اور
جامع صغیر میں ہے کہ اوسکو یہانتک قید رکھینگے کہ توبہ کرے یہ ہیں احادیث اور آثار اور اقوال صحیحہ صریحہ پیغمبر اور صحابہ اور تابعین
اور فقہا اور محدثین کے کہ مادہ حلت وطی فی الادبار کو استیصال کر رہے ہیں اور قضیہ اباحت کو انفصال اب اہل انصاف حق برزبان
لائیں کہ ملا زمان جو الاکس منہ سے فرماتے ہیں کہ قدما اور علمای اہلسنت اس فعل حرام کو حلال اور مباح جانتے ہیں دروغ گویم بر روی تو
آپکا حال ہے او طعن سنیونکا شیعوں پر بحال من بعد جو اپنی عیب پوشیکو اہلسنت کیجانب گرم جوشی کرے فرط عناد اور حسد اور
لداد سے خالی نہیں ؎ ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من ٭ ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی ٭ **قال المجتهد المعزول**
توضیح اینمقال وتفصیل این اجمال آنکہ از جملہ قائلین بجواز آن عبد اللہ ابن عمر ست کہ خلیفہ زادۂ سنیان ومجتہد مذہب ایشان بود
ونافع مولای او نیز شریک اوگشتہ **وبحول اللہ اقول** حقیقت قول ابن عمر اور شرکت نافع کی آگے معلوم ہوگی پر اسقدر بیان سابق سے پیدا ہے
کہ بشہادت استبصار و دیگر کتب تفاسیر واخبار امام زادۂ شیعہ اور اعلام سادہ قطیعہ بے پردہ تقیہ اور بیحجاب تزویر اس فعل کے
فاعل اور قائل تھے اب اپنی عیب پوشیکو یہ ہرزہ فروشی کرنا سوا اسکے کہ اس خست اور دناءت میں اورونکو شریک بنا لیجئے تا بسبب اشتراک
اندیشۂ طعن اور تشنیع سے بیخطر اور بیباک ہوجئے اور کیا کہئے ؎ ہر دو عالم قیمت خود گفتہ ٭ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ٭ سبحان اللہ
اصطلاحات اہلسنت پر خوب وقوف ہے انکی کس کتاب میں لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر مجتہد مذہب اہلسنت ہیں اہلسنت مجتہد مذہب
ائمہ اربعہ کو جانتے ہیں نہ عبد اللہ کو اسیواسطے کسی اہلسنت کو عبد اللہی نہیں کہتے بلکہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی کہتے ہیں
کیونکہ بعد ان ائمہ اربعہ اجتہاد فی المذہب کے شرایط کہ عمدہ اونمیں علم علوم قرآنیہ بعد حفظ الفاظ اور تحفظ اخبار مختلفہ اور توسل
بروح پرفتوح جناب نبوت صلعم الی یومنا هذا مفقود کما هو مسموع ومشهود لہذا اہل تحقیق ملا زمان مدعی اجتہاد کو بھی مجتہد
حقیقی نہیں جانتے ہو اسلئے کہ حفظ قرآن در کنار مصحف فاطمہ بھی تو نہیں یاد اور اخبار مختلفہ کی جگہ ہفوات ہشامین اور

شیطان الطاق فراموش اور توسل روح نبوی کی عوض ابن سبا اور جعفر کذاب کی روح سی توسل غیر حاصل اگر بدون ان امور کے
اجتہاد صحیح ہوتا الحق کہ جناب شہادت مآب خیر الفضلا جناب فخر العلما کہ ملا زمان کی نسبت بدرجہا فضل اور کمالات مین بہر آمد
روزگار ہین اور معہذا زوار اور دیندار اس منصب کی احق اور احری تہی افسوس کہ زمانہ نا پرسان سی پی آزار ہی اور جناب ممدوح
فقر و فاقہ مین ایام گذارتے ہین ع ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست * قوت ما ہمہ از خون جگر می بینم * اسپ تازی شدہ مجروح
بزیر پالان * طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم * بہرحال ملا زمان والا کو اس تقریر پر مجتہد لقبی کہنا چاہئی جیسی اندہی کو بصیر
انہیترہ کو محمد فاضل بہیک منگی کو سید ایسی جہل کا مقتضی ہی کہ جیسی عبد اللہ ابن عمر کو مجتہد مذہب اہلسنت بتانیمین خطای
ولادی واقع ہوئی ویسا ہی اونکو اور نافع کو اس فعل کی قول کی نسبت مین خطای اجتہادی پیش آئی حالانکہ عبد اللہ ابن عمر کے
منجملہ عبادلہ ثلثہ ہین نہ تنہا بلکہ عبد اللہ ابن مسعود اور عبد اللہ ابن عباس رئیس المفسرین انہیں جناب امیر المومنین متفق اللفظ ہین کہ یہ
فعل حرام ہی جیسا شمہ مذکور ہوا اگر اوس مقدار پر اطمینان نہین ہوتا ان تینون بزرگونکی ارشادات اور بیان واقعی نافع علی التراب
گوش گذار ہوتی ہین فی الدر المنثور اخرج سعید ابن منصور و عبد ابن حمید و الدارمی و البیہقی عن ابی القعقاع
الحرمی قال جاء رجل الی عبد اللہ ابن مسعود فقال اتی اہلی کیف شئت قال نعم قال من حیث شئت قال نعم قال و انی شئت قال نعم ففطن له
رجل فقال انہ یرید ان یاتیہا فی مقعدتہا فقال محاش النساء علیکم حرام یعنی ابو قعقاع حرمی نی کہا کہ ایک شخص
عبد اللہ ابن مسعود کی خدمت مین کہنی لگا کہ مین اپنی عورت سی جماع کرتا ہون جسطرح سی چاہتا ہون فرمایا بہتر کہا جس جگہ سی
چاہتا ہون فرمایا اچہا کہا جس مکان مین چاہتا ہون فرمایا خوب اسمین ایک شخص نے کہا کہ یہ شخص وطی فی الدبر کا ارادہ کرتا ہی فرمایا عورتونکی
دبر حرام ہی و اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن سعید ابن جبیر قال بینا انا و مجاہد جالس عند ابن عباس
اذا اتاہ رجل فقال الا تشفینی من آیۃ المحیض قال بلی فاقرا یسئلونک عن المحیض الی قولہ فاتوہن
من حیث امرکم اللہ قال ابن عباس من حیث جاء الدم من ثم امرت ان تاتی فقال کیف بالآیۃ نساءکم
حرث لکم قال ای ویحک افی الدبر من حرث لو کان ما تقول حقا لکان المحیض منسوخا اذا شغلت من ہہنا
جئت فی ہہنا ولکن انی شئتم من اللیل و النہار یعنی سعید ابن جبیر کہتی ہین کہ مین اور مجاہد ابن عباس پاس
بیٹہا تہا کہ ایکشخص آنکر آپسے کہنی لگا کہ آیا آیۂ محیض سی آپ مجکو شفا نہین بخشتی فرمایا کیون نہین پہر پڑہا یا و یسئلونک عن المحیض
من حیث امرکم اللہ تک اور فرمایا کہ مراد من حیث امرکم اللہ سی موضع خون ہے کہ تجکو اسی موضع مین آنیکا حکم ہی اوس شخص نے کہا اگر یہی
بات ہی تو نساءکم حرث لکم کی کیا معنی فرمایا ای نادان کہین دبر مین بہی حرث ہوتا ہی اگر تیرا قول سچا ہو تو بیشک آیۂ حیض منسوخ ہوتا
کیونکر جب تو نی ادہر سے موںہہ پہیرا اودہر متوجہ ہوا بلکہ انی شئتم کی تعمیم سی یہ مراد ہی کہ جہان چاہو خواہ دنکو خواہ رات کو و اخرج عبد
ابن حمید عن عکرمۃ قال جاء رجل الی ابن عباس فقال کنت آتی اہلی فی دبرہا و سمعت قول اللہ نساءکم حرث لکم
فاتوا حرثکم انی شئتم فظننت ان ذلک لی حلال فقال یا لکع انما قولہ انی شئتم قائمۃ و قاعدۃ و مقبلۃ و مدبرۃ

فی اتیانهن ولا تعدوا ذلک الی غیره یعنی عکرمہ نے کہا کہ ایک شخص ابن عباس کے حضور میں حاضر ہوا کہنے لگا کہ میں اپنی عورتوں سے
وطی فی الدبر کرتا ہوں اسواسطے کہ یعنی ارشاد خدا انی شئتم سے سمجھا کہ یہ فعل حلال ہے فرمایا اے احمق مراد انی شئتم سے یہ ہے کہ عورتوں سے
جماع کرو اونکو کھڑا کر کر یا بٹھا کر یا اونکی رو کیجانب یا پشت کیجانب سے قبل میں اور اس موضع سے نہ بڑھو واخرج ابن عساکر
من طریق محمد ابن عبد الله ابن عمر ابن عثمان قال کان عبد الله ابن عمر یحدث ان النساء کن یوتین مدبرات
فقالت الیهود یاتین الولد احول فانزل الله نساءکم الآیہ یعنی عمر ابن عثمان کہتا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر فرماتے تھے
کہ لوگ عورتوں کی ساتھہ پشت کیجانب سے قبل میں وطی کرتے تھے یہود کہنے لگے متمر فرزند احول پیدا ہونگے اوسپر اللہ نے اس آیہ کو
نازل فرمایا واخرج عبد الرزاق وابن ابی شیبة وعبد ابن حمید والبیهقی عن عبد الله ابن عمر قال الذی یاتی
المراءة فی دبرها هی اللواطة الصغرے یعنی ان سب راویوں نے اخراج کیا کہ عبد اللہ ابن عمر نے فرمایا کہ جسنے وطی فی الدبر
کی بیشک لواطہ صغری بجالایا واخرج عن سعید ابن یسار ابی الحباب قال قلت لابن عمر ما تقول فی الجواری
نحمض لهن قال وما التحمیض فذکر الدبر فقال وهل یفعل ذلک احد من المسلمین یعنی ابو حباب کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ
ابن عمر سے کہا کہ لونڈیوں سے تحمیض کیسا ہے فرمایا تحمیض کیا چیز ہے میں نے کہا اتیان فی الدبر فرمایا کوئی مسلمان بھی یہ فعل کرتا ہے یہ تین
اقوال عبادلہ کی اب اعتراف نافع کا ملاحظہ فرمائیے اخرج النسائی والطبرانی وابن مردویہ عن ابی النضر انہ قال لنافع
مولی ابن عمر انہ قد اکثر علیک القول انک تقول عن ابن عمر انہ افتی ان توتی النساء فی ادبارهن قال کذبوا علی و
لکن ساحدثک کیف کان الامر ان ابن عمر عرض المصحف یوما وانا عنده حتی بلغ نساءکم الآیہ فقال لی
یا نافع هل تعلم من امر هذه الآیة قلت لا قال انا معشر قریش نجبی النساء فلما دخلنا المدینة ونکحنا نساء الانصار اردنا منهن مثل
ما کنا نرید فاذا هن قد کرهن ذلک واعظمنه وکانت نساء الانصار قد اخذن بحال الیهود انما یوتین
علی جنوبهن فانزل الله نساءکم الآیہ یعنی ابو نضر کہتا ہے میں نے نافع کو کہا کہ لوگ تجھپر بہت قیل و قال کرتے ہیں اسپر کہ
تو کہتا ہے کہ ابن عمر نے اتیان فی الادبار کا فتوی دیا کہا مجھپر لوگوں نے جھوٹھ باندھا ہے بات اتنی ہے کہ ایکدن جناب ابن عمر
قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے میں حاضر تھا جب آیہ نساءکم تک پہنچے مجھسے فرمایا کہ اے نافع کچھہ تجھے معلوم ہے کہ یہ آیہ کس مقدمہ میں
نازل ہوا میں عرضکی نہیں فرمایا ہم لوگ قریش تجبیہ کرتے تھے یعنی پشت پر لٹا کر جماع کرتے تھے جب مدینے میں آئے اور انصار کے
عورتوں کو نکاح میں لائے جماع کیوقت یہی بات تجبیہ کی چاہی عورتوں نے نہایت مکروہ جانا اور اونکو یہود سے یہ بات تعلیم تھی
کہ اونکو پشت لٹاتی تھی پیٹ پر نہ سلاتی تھی اسپر حقتعالی نے اس آیہ کو نازل فرمایا یعنی تائید قریش اور تذلیل یہود میں
وعلی هذا القیاس اس قسم کی اور روایات تفسیر در المنثور میں مذکور ہیں پس بنا بران روایتوں کی صاف واضح ہے کہ عبد اللہ ابن عمر
اور اونکے مولی نافع پر اس فعل شنیع کی نسبت ملازمان کا فرقہ ملامر یہی چاہتے ہیں کہ اس پر دیکھیں اپنی عار کو اونپر نثار کریں
اونکی تضحیک فرمائیں بیخبری خود ملازمان پر مضحکہ بلا د ر مصیبا ہے مستوفی ہے جو کہ اور ونپہ ہنسیگا وہ ہنسا جائیگا بعد

مرینگی بہی بدنام ہی ضحاک ہنوز۔ **قال المجتہد المعزول** چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی کہ از معظمای علمای اہلسنت
وجماعت ست در تفسیر در منثور نوشتہ **ہو بحول اللہ اقول** علامہ جلال الدین سیوطی کی عظمت اور جلالت قدر اونکی
کثرت تصانیف سی مسلم فریقین ہی اگرچہ اکثر احادیث اور آثار اور روایات منقولہ تفسیر ہذا محدثین کی شرط پر نہین اسیجہت سی
ناقدین علم معلوم نی مولف کو حاطب اللیل لکہا ہی خصوصاً اس تفسیر کی نسبت اسیواسطی اس تفسیر کا نام در منثور مقرر ہوا نہ
در منظوم لیکن یہ تعمد مولف کی جلالت کا قادح نہین ہوا سطی کہ بنا بر افادات علامۂ دہلوی ترویح المدر وصد وفتح البنا
فتوحہ معلوم ہوتا ہی کہ مقصود ان بزرگ کا یہ تہا کہ سردست تفسیر اس التزام سی مجموع اور مولف ہو جاوی پہر بوقت
فرصت صحیح سقیم سی امتیاز پاوی جیسا جامع صغیر منتخب جامع کبیر کا حال ہی لیکن موت کی عجلت سی یہ آرزو دل کی
دل ہی مین رہی ؎ وما کل ما یتمنی المرء یدرکہ ٭ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن ٭ اور معہذا تمامی احادیث اور آثار اور روایات
اسکی مدعای اہلسنت کے مخالف نہین چنانچہ اپنی موقع مین اس دعوی کا نشان دیا جائیگا اور ملازمان کی غلط فہمی کا تدارک کیا جائیگا
بالفعل اگر اس مقدمہ مین علامہ سابق الذکر کا مذہب دریافت کرنا منظور ہی تو تفسیر جلالین کا مطالعہ ضرور کہ باتفاق علما اس
کتاب مین سوای اقوال مختارہ اور روایات صحیحہ اور کی گنجایش نہین و بالجملہ دفع شبہات ملازمان کی لئی یہ کلیہ محفوظ خاطر چاہئی کہ
علامہ موصوف نی تفسیر در منثور مین کریمہ نساءکم حرث لکم الآیہ کی تحت مین کئی قول فرمائی پہلی قول مین وہ احادیث اور آثار لائی ہین
کہ اونکی الفاظ مین ابہام کا نام نہین صریح اہلسنت کی موید مرام ہین اس قول کی روایات کو ملازمان نی یکقلم قلم انداز کیا کہ
کہ اونکا ایراد منافی تقریب تہا اور دوسری قول مین اون احادیث اور آثار کو مذکور فرمایا کہ اونکی الفاظ مین ظاہرا ابہام ہے
ملازمان نی بنا بر اتمام تقریب اور اہتمام تغلیط عوام اسی قول کی حدیثون پر اکتفا فرمایا اور آپ کو مصداق نومن ببعض ونکفر ببعض بنایا
؎ ظاہر مین مگس طبعونکی شیرین سی باتین ٭ باطن مین ہی ہر ایک کا زنبور کا عالم ٭ لیکن الحمد للہ کہ بعد معرفت محاورہ اور دریافت
روزمرہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ قولین کی روایات متحد المآل اور اہلسنت کی موید مقال ہین تفصیل اجمال اور تحلیل اس اشکال کے
یہ ہی کہ محدثین محققین محاورہ شناس کی نزدیک الفاظ روایات قول ثانی مین بعض جا لفظ حرمت اور بعض مقام مین لفظ من مقدر ہے
اور اکثر مواضع مین فی بمعنی من مستعمل ہی بیشمار بجدہ العقل السلیم مناسباً للمقام اور قطع نظر اسکی کہ یہ اصطلاح ہی ولا مشاحۃ فی
الاصطلاح مجرد اصطلاح ہی نہین بلکہ ضمیمہ شواہد ہمراہ ہی مثلاً کہتی ہین کہ الآیۃ الفلانیۃ نزلت فی الخمر و الفلانیۃ فی المیسر اور مراد اسی
نزلت فی حرمۃ الخمر و نزلت فی حرمۃ المیسر ہی اور یہ مجاز ہر لسان اور ہر زمان مین شایع الورود ہی مثلاً کہتی ہین کہ یہ نسخہ
بخار کا ہی اور یہ تعویذ نظر کا مراد اسی تحصیل نہین بلکہ ازالہ ہی یعنی یہ نسخہ ازالہ بخار کی لئی ہی اور یہ تعویذ دفع نظر کو اسطی ہی اسیطرح
من سی معنی اور فی بمعنی من مطرد ہی اور قرآن مین مستعمل ہی قال اللہ تعالی فاتوہن من حیث امرکم اللہ و اذا نودی للصلوۃ
من یوم الجمعۃ اور اس معنی کا انکار مفسرین شیعہ کو بہی نہین اس تردد فلیطالع تفسیرہم ثمہ اور ثانی مستعمل حدیث چنانچہ زیاد
طبرانی سی مفہوم ہوتا ہی کہ عبد اللہ ابن عمر کی محاورہ مین خصوصاً اور دوسرونکی محاورہ مین عموماً بیشتر فی معنی من مین

جس نے بطریق زید ابن اسلم ابن عمر سے اخراج کیا کہ کسی نے اپنی عورت کی دبر سے وطی کی اس حرکت سے اپنی دل مین ۱۲ پایا گیا اسپر نساءکم آیا ۱۲ منہ

استعمال پایا اسیوسطی نا بلد اَبلَد کو ابن عمر وغیرہ کی فہم کلام مین تردد پیدا ہوا کہ وطی فی الدبر کو حلال توہم کیا غرض اس فائدیکو بتمامہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسی پر جواب استدلالات ملازمان کا مُبتنی ہی فالحمد للہ **قال المجتهد المعزول** اخرج اسحٰق بن راهویہ فی مسندہ والبخاری وابن جریر عن نافع قال قرأتُ ذات یوم نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم قال ابن عمر اتدری فیم انزلت هذه الآیة قلت لا قال نزلت فی اتیان النساء فی ادبارهن واخرج الخطیب فی رواة مالک من طریق النضر عبد الله الازدی عن مالک عن نافع عن ابن عمر فی قوله نساءکم حرث لکم الآیة قال ان شاء فی قبلها وان شاء فی دبرها واخرج الحسن ابن سفیان فی مسندہ والطبرانی فی الاوسط والحاکم وابو نعیم فی المستخرج بسند حسن عن ابن عمر قال انما نزلت علی رسول الله صلعم نساءکم حرث لکم الآیة رخصة فی اتیان الدبر **ویحول الله اقول** روایت اولی مین بعد نزلت فی کی لفظ حرمت کا مقدر ہی اَی فی حرمة اتیان النساء فی ادبارهن یا یون کہی کہ اس روایت مین فی ادبارهن اور اسیطور روایت ثانیہ مین وان شاء فی دبرها فی بمعنی من ہی ای من ادبارهن وان شاء من دبرها اور روایت ثالثہ مین رخصة فی اتیان الدبر بمعنی فی الاتیان من الدبر ہے بتقدیر من اس ہنگام مین مغالطہ بیحاصل اور بنای حلت وطی فی الدبر مستاصل ہوئی اور روایات جمہور اور عبد اللہ ابن عمر کی روایت سابق الذکر مین اتفاق بہم پہنچا وکیف لا کہ اہلسنت کی نزدیک جیسی القرآن یفسر بعضہ بعضا معلوم ہی ایسا ہی الحدیث یفسر بعضہ بعضا مجزوم اگر ملازمان الا من قاصد یکو بیفائدہ جانینگی مطعون ہونگی سنی کیا شیعہ بھی انکو سمجھائینگی کیونکہ الزام مسلمات خصم پر ہوتا ہی نہ اپنی وہم اور سوءفہم پر اہلسنت کی خدمت کیمیا خاصیت مین شرف باریابی حاصل کر کر کچہ سیکھنی پڑیگی پہر میدان مناظرہ مین بڑھینگی ع در تجربہ ہای دہر استادان را شاگردی کن بدانکہ استاد شوی **قال المجتهد المعزول** واخرج ابن جریر والطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ وابن النجار بسند حسن عن ابن عمر ان رجلا اصاب امرأته دبرها فی زمن رسول الله صلعم فانکر ذالک الناس وقالوا انفرها فانزل الله نساءکم حرث لکم الآیة وقریب باین است روایات دیگر کہ در ہمان تفسیر مذکور است وہی هذه اخرج الخطیب فی رواة مالک من طریق احمد ابن الحکم العبدی عن مالک عن ابن عمر قال جاءت امراة من الانصار الی النبی صلعم تشکو زوجها فانزل الله نساءکم حرث لکم الآیة واخرج النسائی وابن جریر من طریق زید ابن اسلم عن ابن عمر ان رجلا اتی امرأته فی دبرها فوجد فی نفسه من ذلک وجدا شدیدا فانزل الله نساءکم حرث لکم الآیة **ویحول الله اقول** کتاب درمنثور مین قالوا انفرها کا لفظ نہین بلکہ قالوا نفرها الله واقع ہی تفسیر مذکور کی حاشیہ مین لکھا ہی کہ انفر بالنون قبل الغین المعجمة وبعدها بالراء المهملة بمعنی دمرای اهلکہ اللہ معلوم نہین کہ ملازمان لفظ انفرها کی کیا معنی سمجھی اگر صیغۂ متکلم قرار دیا ہی مشتق نفرت سے تو قالوا صیغۂ جمع کی بعد ننفر بصیغۂ جمع متکلم چاہئی نہ انفر بصیغۂ واحد متکلم وعلی کلا التقدیرین لہا کی ضمیر واحد مونث کا بھی تو کہانا نہین لگتا اور معہذا نہ معنی انفرها کی منافی مذہب اہلسنت اور نہ مناسب مذہب شیعہ اگر کاش آیہ قرآنیہ هی اُمّهة اَز

من امتکم کیطرح کہ شیعہ ائمۃ انکی من ائمتکم روایت کرتی ہین یا کلام نہج البلاغۃ مین یعد بلا دابی بکر کی جگہہ یعد بلا دفلان
وضع ہوا علی ما صرح بہ شارح نہج البلاغۃ و سنیہ انشاء اللہ تا اہلسنت تبشارت قطعیہ شیخین متمسک نہون بیدہ و دانستہ یہ تصرف بیکار کا
ہوتا تو بہی مفید غرض اور بعید از طلب عبث نہوتا اسی معلوم ہوتا ہی کہ یہ تصرف نادانستہ یعنی بسبب عدم علم معنی انفر کی ضرور پڑا اسی باعث
اس روایت کے ترجمہ مین نہ انفر ہا کی معنی سی تعرض ہوا نہ انفرہ اللہ کے حاصل کا ذکر آیا سبحان اللہ اسی مونہہ پر دعوائے اجتہاد ہی اور ادعای شان
کلاہ خسروی و تاج شاہی ٭ بہر گل کی رسد حاشا و کلا ٭ و بالجملہ روایت اولی اور ثالثہ سی اسیقدر مفہوم ہی کہ عہد نبوت مہد مین
ایک شخص مجہول الاسم والمسمی کو یہ امر شنیع پیش آیا او سپر آیہ نساءکم فی نزول پایا یہ کہا سنی ثابت ہوا کہ اس فعل ممنوع کی حلت مین
اس آیہ نی نزول فرمایا ذرا ہوش کی باتین کیجیی عقل کی ناخن لیجیی کہ مطلوب اور چیز ہوتا ہی اور نتیجہ اور شی ع سخن شناس نہ
دلبرا خطا اینجاست ٭ اور معہذا ابہی با دلائل اور شواہد گذر چکا کہ من کا لفظ کبہی مقدر آتا ہی اور عبد اللہ ابن عمر کی محاورہ مین
فی بمعنی من بہی استعمال پاتا ہی اس تقدیر پر مطلع صاف ہے کہ روایت اولی کی ان رجلا اصاب امرأتہ دبرہا مین من مقدر ہی ای من دبرہا
اور روایت ثالثہ کی ان رجلا اتی امرأتہ فی دبرہا میں فی بمعنی من ہے ای من دبرہا اور روایت ثانیہ مین لفظ تشکوز وجہا مبہم
واقع ہی کہ ملازمان کو بہی اوسپر یقین نہین ہے بواسطی قبل اس روایت کے ارشاد ہوا کہ قریب باین ست روایات دیگر الخ اب کس نجوم
یا جفر کی قاعدہ سی کہ باعتراف امامیہ علم خاص ائمہ سامیہ ہے دریافت ہوا کہ وطی فی الدبر مراد ہے جسکی حلت پر یہ دلیل ارشاد ہے
معلوم نہین تجکو منجم خبر غیب ٭ یہ بند دکان ہی نہ کہلی ہی نہ کہلیگی ٭ بلکہ بحکم مرویات اخر باتفاق ابن عمر اگر تینون
روایتون کی تینون لفظون کو علی اتیان النسائی القبل من الدبر پر حمل کیجیی اور داد انصاف دیجیی کہ بسبب مزعوم یہود اور
مرسوم نا بہبود کہ جماع ہیئات کذائیہ کو موجب احولیت پسر اور باعث بہیمیت مادر و پدر گمان کرتی تہی وہ تینون مرد مورد انکار و
شکایت اور مصدر ندامت اور زحمت ہوئی اونکی تسلی کی لئی آیہ نی نزول فرمایا کہ تمہاری عورات تمہاری کہیتیان ہین
اپنی کہیتی مین آو جسطرح چاہو یعنی کہیتی ہی مین آؤ اوسی تجاوز نفرماؤ یہود نابہبود کی مخترعات پر نجاؤ اور انصاریہ کی شکایت
بیجا ہی اوسکی زوج کو اسطرحکا فعل روا ہی تو کیا خوب بات ہے فبطل الاستدلال علی حلۃ وطی الحلائل فی الادبار و ثبت ما ادعینا
کالشمس علی رابعۃ النہار ٭ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ٭ قال المجتہد المعزول واخرج الدار قطنی
فی غرائب مالک من طریق ابی بشر الدولابی حدثنا ابو الحارث احمد ابن سعید حدثنا ابو ثابت محمد ابن
عبد اللہ المدنی حدثنی عبد العزیز ابن محمد الدراوردی عن عبید اللہ ابن عمر ابن حفص وابن ابی ذئب ومالک
ابن انس کلہم عن نافع قال قال لی ابن عمر امسک علی المصحف یا نافع فقرأ حتی اتی علی نساءکم حرث لکم فأتوا
حرثکم انی شئتم قال تدری یا نافع فیم نزلت ہذہ الآیۃ قلت لا قال نزلت فی رجل من الانصار اصاب امرأتہ
فی دبرہا فاعظم الناس ذلک فانزل اللہ نساءکم حرث لکم الآیۃ قلت لہ من دبرہا فی قبلہا قال لا
الا فی دبرہا ٭ ویحمل اللہ اقول حاصل اس روایت کا یہی ہی کہ عبد اللہ ابن عمر نی بیان کیا کہ حضر تکی زمانہ مین

کسی انصار سی یہ فعل بصدر ہوا او سپر یہ آیہ آیا نافع کو شک نی لیا ابن عمر سی متعجبانہ استفسار کیا من دبرہا فی قبلہا ای صاب الرجل
من دبرہا فی قبلہا یعنی گویا کہ وہ انصار دبر کی راہ قبل مین آیا فرمایا لا الا فی دبرہا یعنی قبل مین نہین دبر ہی مین آیا پس اس بیان سی ثابت ہی ان
تجویز اس فعل کی نسبت با ابن عمر اور نزول آیہ کا اوسپر باوجودیکہ اکابر مفسرین اس شان نزول کو ضعیف بتا رہی ہین اور حافظ
ابن کثیر اسکو لا یصح فرما رہی ہین کہان ثابت ہی بلکہ موافق مرویات جمہور کہ حد شہرت کو پہنچی ہین یہ آیہ اس فعل کی منع پر نازل ہو سکتی
ملا زمان نی ظاہر اجبا اس بیان سی حلت اور تجویز ابن عمر استنباط کی یون سمجھی کہ نافع نی جو ابن عمر سی سوال کیا کہ قلت لہ من دبرہا
فی قبلہا یہ استفتا ہی اور ابن عمر نی جو نافع کو جواب دیا کہ لا الا فی دبرہا فتوی ہی اور نہ سمجھی کہ اصابۃ انصار سی سوال جواب
واقع ہوا یعنی تقدیر عبارت سائل کی یہ ہی کہ اصاب من دبرہا فی قبلہا اور تقدیر عبارت مسئول کی یہ ہی کہ لا الا اصاب فی
دبرہا یہ ہی حال آپکی فہم و فراست اور عقل گیاست کا ہے تو و طوبی و ما و قامت یار فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
قال المجتہد المعزول بسند دیگر از ابن ابی ذئب از نافع از ابن عمر آوردہ قال[۵۱] وقع رجل علی امرأتہ فی دبرہا فانزل
اللہ نساءکم حرث لکم الآیہ قال فقلت لابن ابی ذئب ما تقول انت فی ہذا قال ما اقول فیہ بعد ہذا
و باز بسند دیگر از نافع آوردہ قال[۵۲] قرء ابن عمر ہذہ السورۃ فمر بہذہ الآیۃ فقال تدری فیما نزلت ہذہ الآیۃ
قلت لا قال فی رجال کانوا یاتون النساء فی ادبارہن **وبحول اللہ اقول** محصل ان دونو روایتون کا نہایت واضح
اور آشکار بلکہ کالشمس فی نصف النہار ہی اسواسطیکہ پہلی روایت مین جب راوی نی ابن ابی ذئب سے پوچھا کہ ابن عمر نی تو
موافقت دبر کی حرمت مین اس آیہ کی نزول کو فرمایا اسواسطیکہ انکی محاورہ مین یہی معنی ہین، تو اس مقدمہ مین تم کیا کہتا ہے
ایا یہ فعل تیری نزدیک حلال ہی یا حرام کہا ما اقول فیہ بعد ہذا یعنی میں اب اس تصریح اور نزول صریح کی ہوتی ہوئی کیا کہون اجتہاد
تو نص کی مقابل مین حرام ہی ملا زمان کی استدلال مین جب یہ روایت اور اسیطرح روایت ثانیہ کام آئی کہ ان دونون روایتون
فی معنی ان نہوتا بلکہ بر تقدیر عدم ارادہ اس افادہ کی بھی تقریب ملا زمان ناتمام ہی اسواسطیکہ یہ دونو روایت
مرویات جمہور اور ابن عمر اور نافع کی مخالف اور بدستور بعض روایات سابقہ مبہم اور محتمل ہی بحکم یک پیری صد عیب
قضیہ مسلمہ متداولہ کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال شاید فرا یاد خاطر اجتہاد ماثر نرہا ہے سہو و نسیان و فراموشی
گندی جو اس پٹا یک گہتنی سی جوانی کی رہی کہیا کیا کہئے **قال المجتہد المعزول** لطیفہ نافعہ **وبحول اللہ اقول** حقیقت در
یہ لطیفہ ضارہ ہی بلکہ لطیفہ ہی نہین نہ نافعہ نہ ضارہ اسواسطیکہ ملا عصمت اللہ شرح خلاصۃ الحساب مین افادہ فرماتی ہین
کہ اللطیفۃ فی اللغۃ ما یوجب النشاط یعنی متکلم سی ایسا کلام ظہور پا دی کہ مخاطب سنکر سرور مین آوی جیسا
کسور تسعہ کی مخرج مشترک پیدا کرنی مین کہتی ہین کہ عین وفی الی کسر ونکو باہم ضرب کیجیے تا ۲۵۲۰ مطلوب ہاتھ آوی یا جیسی
جناب مرتضوی نی فرمایا کہ عدد ایام اسبوع یعنی ۷ کو عدد ایام سال یعنی ۳۶۰ مین ضرب دیجیے ہی مطلوب حاصل ہوگا
یا جیسے معالم مین منقول ہی کہ ایک یہود نا بہبود نی جناب ممدوح سی پوچھا کہ تمہارا قرآن کیونکر صحیح ہی اصحاب کہف کے

ہوین ثلثمائۃ سنین وازدادوا تسعا واقع ہی اور توریت مین صرف ثلثمائۃ کا لفظ ہی آپنی فی البدیہہ فرمایا کہ
تمہارا حساب یونانی شمسی ہے اور ہمارا حساب عربی قمری ہیں از روی حساب دو نو مین تفاوت نہین یہودی تعجب مین آیا
فی الحال ایمان لایا فالحمد للہ اور اسی قبیل سی چند لطیفہ اور ہین ایک یہ کہ جب صحرا مین لشکر سلیمان علیہ السلام کا آیا مورچہ سلیمانی نے
اپنی گروہ کو فرمایا یاایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون
ای چینٹو اپنی سوراخ مین بیٹھو سبادا نادانستہ لشکر سلیمان تمکو پامال کری امام رازی تفسیر کبیر مین اسپر لطیفہ فرماتی ہین
کہ آفرین ہی مورچہ کی فہمید پر کہ سمجھا ہر چند فرقہ سپاہ ظلم اور تعدی مین بیصرفہ اور متعدی ہوتا ہی پر حضرت سلیمان کی صحبت سے لشکر
اسقدر مہذب ہو اکہ ہم بعمد دانستہ مور ناتوان پر بھی زور اور پامالی روا نہین رکھتا بر خلاف روافض کہ ہرگز نسمجھی کہ صحابہ
کبار کہ مصاحب اور ملازم اور یار غار اور رفیق غمگسار تھی او نمین افضل الانبیا محمد مصطفی کی صحبت نے ذرہ اثر نکیا کہ آپکی
بیٹی داماد نواسون پر معاذ اللہ ظلم کرتی رہی گھر پھونک دیئی مدد معاش ضبط کئی زمین باغات قرقی مین لئی اپس روافض
کا رشا عقل اور اعتقاد مین مورچہ سلیمانی سی کمتر اور بدتر ٹھہری دوسری یہ کہ ایک رافضی تبرائی بغض و دشنام کا سودائی
حمام تسمیر مین آیا حمامی نی پوچھا آغا اسم شریف کہا کلب علی حمامی نی کہا غلام علی کیون نہ نام کیا کہا اس نیت سے کہ شاید مجھکو
سگ علی جانکر بہشت مین جانیں دیں حمامی نی کہا آغا ہوش کی بات کرو سگ خدا تو بہشت مین راہ نپائیگا سگ علی کیونکر بہشت
مین جائیگا تیسری یہ کہ نواب شجاع الدولہ نی اثنای راہ مین دیکھا کہ ایک کتا کسی قبر پر پیشاب کر رہا ہی فرمایا کہ شاید این قبر
سنی ست ایک صاحب ستاخ سنی المذہب نی عرض کیا کہ بلی نواب صاحب این سگ شیعی ست چوتھی یہ کہ مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی سی کسی ایرانی نی پوچھا کہ ہماری مذہب کے کچھ باتین آپکے یہان بھی ہین فرمایا سب ہین سب نہین وعلی ہذا القیاس اور
لطائف ہین کہ اونکی مفہوم مین ایجاب نشاط سامع معتبر ہی پس جس شی کو ملا زمان لطیفہ قرار دیتی ہین اوسمین نشاط کہان سے آیا
فرط عناد اور غرط فنا دہی اس قسم کی ہفوات اور کبوات بی ثبات کو عقلا سخریت اور استہزا کہتی ہین ایسی مستہزئین کی حق مین
ارشاد احکم الحاکمین ہے واذا لقوا الذین امنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن
مستہزءون اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اسحالت مین کہ نہ موہنہ مین دانت ہی نہ پیٹ مین آنت
ظرافت اور تمسخر زیبا نہین ہے تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار ٭ بازی و ظرافت بندیمان بگذار ٭ اس استہزا کا لطیفہ اولٹا
نام ویسا ہی ہے جیسی مقتدای رفضہ زنا کو متعہ نفاق کو تقیہ تبرا کو تولا حضرت شہر بانو کی نڈایا گانیکو مرثیہ اور نوحہ کہہ گئی لطافت
اور نرمی ہی ہمنی سمجھا دیا اگر نہین سمجھتی یہ لطیفہ منجر بکثیفہ ہوگا کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون ہے بلطافت چو بر نیاید
کار ٭ سر بہ بیحرمتی کشد ناچار قال المجتہد المعزول در صحیح بخاری کہ آنرا اصح الکتب بعد کتاب الباری میدانند نیز روایت نافع
مرقوم گشتہ لکن بخاری تاشی حیای عثمانی نمودہ و بجہل الہ اقول روایت نافع کی جو بخاری مین مذکور ہی اوسکا جواب
دندان شکن بلکہ گردن زن آتا ہی خاطر شریف مطمئن رہی اور حیای عثمانی کی تعریض سی جو تعرض ہی بکمال جسارت اور بیباکی ہی

جناب عثمان داماد سید الانس و جان ہمزلف شبیر یزدان سی تو سوای شرم اور آزرم امر آخر وقوع مین نہین آیا نہ اونکی گلیم سے تیغ
بندہی ضرراونکی بی بی کا کسینی حمل ساقط کیا نہ اونکی بیٹی کو کوئی چہین لیگیا ہان بحکم نقل کفر کفر نباشد باعتراف صاحب حق الیقین
وغیرہ یہ ساری امور معاذ اللہ نسبت بجناب اسد اللہ یقینی الثبوت ہین کہ کشان کشان رسن گلو آپکو بیعت سکیواسطی لائی قنفذ درکا
جناب ہمار اسقدر صدمہ پہنچایا کہ باعث اسقاط حمل محسن ہوا جناب کلثوم بغصب و اکراہ حضرت عمر کی نکاح مین آئین تا آنکہ اول
فرج غصبنا علی ما فی الاستغاثہ وذالک فرج غصبنا علی ما فی الکلینی اوس مطہرہ کی حق مین بروایت امام صادق سے
پہونچی باوجود اس ہتک حرمت اور بی ناموسی کی جناب اشجع الاشجعین امیر المومنین کی عرق حمیت اور رگ غیرت کا جنبش
مین نہ آنا اور غاصبین کا عطیہ اور ادرار مقررہ کہانا اور تقسیم غنایم اور فئی مین شریک رہنا اور نماز پنجگانہ مین ہر وقت ہر روز
اور جمعہ اور اعیاد مین ہر ہفتہ اور ہر سال انکی اقتدا کرنا اور باوصف ان ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا ہجرت کو نہ کرنا وعلی
ہذا القیاس کس چیز پر محمول اور مقول ہوگا تقیہ نامعقول ان مواقع مین تو سراسر بیموقع اور فضول ہی آفرین شہید کربلا ابن شیر خدا
قرۃ العین نبی اسبط مصطفی صلعم کو کہ باوجود تلف مال و جان اور ذلت اور رسوائی خاندان کہ درصورت تقیہ اسکا خلاف متوقع
اور متیقن تہا تقیہ کی اوٹ مین نہ آئی آبروکی پیچہی اعدا کی چوٹ کہائی حیا اور غیرت کی یہ معنی ہین نہ وہ امور کہ یعنی اکبر تقیہ
یہ مذکور واقعی بہی ماثور ہوتی خصوصاً ماجرای غصب جناب کلثوم تو بہی مقتضای محبت و ناموس کا یہ تہا کہ سہواً بہی اسکا ذکر
زبان پر نہ آتا چہ جای عمداً علانیہ دہلوی قدس سرہ تحفہ مین افادہ فرماتی ہین کہ مینی بچشم خود دیکہا کہ ہنگام ہنگامہ رفاعنہ
قندہار ملقب بدرانیان اکثر بازاریونکی بہوین بیٹیان بی ناموس اور مورد حسرت و افسوس ہوئیان من بعد مقتضای غیرت
و ناموس کبہی انکی زبان پر حرف بی ناموسی کا نہین آیا یہان اس فعل خبیث کے نسبت بضعہ طاہرہ جناب رسالت کیطرف نہ تنہا
بلکہ بانضمام عضو مستور الاسم والمسمی بار بار علی مر الدہور کر الاعصار زبان زد اخیار اور اشرار ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ولنعم ما قیل ع دوستی بیخرد خود دشمنیست بہر حال کف اللسان چاہئی خدا کیواسطی ایسی بات مونہہ پر نہ لائی خارج تواب
خذلہم اللہ فی المشارق والمغارب اگر کہین سن پائینگی تمامی شیعہ اور متشیعین کے نسبت عموماً خصوصاً سنت عمری بجا لائینگی
اس قسم غصب کے جرأت بہم پہنچائینگی اور مضمون اس شعر کابی اندیشہ بالمشافہ گائینگی ع کو دا کوئی یون گہر مین ترے
دہم سی نہوگا ۞ جو کام ہوا ہمسی وہ رستم سی نہوگا ۞ وبالجملہ اس تقریر استحیائی سی واضح ہوا کہ تعریض بحیای عثمانی کمال سفاہت
اور نادانی ہی باعتراف شیعہ جسکی جانب منسوب ہوتی ہی اوسیکو مبارک رہی اور یہ بہی امر اثبات کو پہنچا کہ نہ حضرت عمر غاصب تھے
نہ جناب کلثوم مغصوب اول اسواسطیکہ کتاب تنزیہ الانبیا مین شریف مرتضی بآواز بلند ندا کر رہا ہی کہ ان عمر کان مظہراً
للاسلام والمتمسک بشرایعہ کلہا یعنی حضرت عمر رض مظہر اسلام تہی اور تمامی شرایع اسلام کی متمسک پس ایسی شخص کے
نسبت غصب کیونکر متوہم یا متحقق ہوئی بلکہ ممتنع اور محال ہی وہ دونہ مخترعات وہمیہ کا تثبات لاغوال اور ثانی اسواسطیکہ
تحفہ مین معتبرات شیعہ سی منقول ہی کہ سئل الامام محمد ابن علی الباقر عن تزویجہا فقال لولا انہ رآہ اہلا لہا ۔

۵ یعنی اولا فرج ... امیر المومنین و غصب ... ہوئی ہی ۱۲

۶ یعنی ... رسوا سیری ...

کان یتزوجها آباؤها وکانت اشرف نساء العالمین جدها رسول الله صلعم واخواها الحسن والحسین سیدا
شباب اهل الجنة وابوها علی ذو الشرف والمنقبة فی الاسلام وامها فاطمة بنت محمد صلعم وجدتها خدیجة
بنت خویلد یعنی ابن حجر باقرارِ جواب سائل مین فرمایا کہ اگر حضرت عمر کو حضرت علی لایق نہ دیکہتی ہرگز جناب کلثوم کو اونکی عقد مین
نہ دیتی حالانکہ جناب ممدوحہ بہترین زنانِ زمان تہین کہ رسول خدا صلعم آپکی جد ہین اور حسنین سردار جوانان جنت بہائی اور والد شریف
صاحب شرف و منقبت علی مرتضی اور والدہ شریفہ دختر پیغمبر فاطمة الزہرا اور جدّہ مکرمہ بنت خویلد خدیجة الکبری پس یہ شہادت امام
منافی معصومیت جناب کلثوم ہی والسلام اور یہ جو بعض روافض بپاس عداوت فاروقی صیغہ لفیف مفروق بتاتی ہین کہ
عند المزافات باہمی حضرت عمر اور جناب کلثوم اطہر جنیہ حائل ہوتی تہی مکذب اس افترای بی سر و پا کا کتاب نہایة الادب فی معرفة النسب
وغیرہ ہی کہ اوسمین بالقطع ثابت ہی کہ زید ابن عمر اور رقیہ اطہر دونو انہین معصومہ کے بطن شریف سی متولد ہوئی زید کا
بیس برس کا سن پہنچا ہنگام شب کہ خانہ جنگی بنی عدی کی اصلاح کو آئی شہادت پائی اور اوسی شب مین انکی والدہ مطہرہ
جناب کلثوم نی بہی انتقال پایا چنانچہ دونو جنازیکو ایکساتھ لائی حضرت امام حسن اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ نی نماز جنازہ پڑہی
پس اب بعد اس تحقیق انیق کی اوس دروغ بیفروغ کو گنجایش تصدیق نہ رہی یہی مذہب اہل حیا اور ارباب غیرت کا اگر
اسکی خلاف کسی بیغیرت کی کہی پر کوئی کان دہریگا مونہہ کی بہل گریگا ملا زمان کی بدلگامی اور حیای خودکامی خصوصاً لطیفہ
نافعہ اس گت کو پہنچایا آگی دیکہیی کیا اتفاق ہو ع شیشہ حق کیطرح ای ساقی پہ چہیڑ نامست کہ بہرتی ہین خداوند
زبان قلم کی جو ملا زمان کی بدولت اونکا مین مجبور ہون اوسکا راضی نہین وبال برگردن [illegible] فاقض ما انت بقاض
قال المجتهد المعزول از غایت شرم و آزرم مانند تحریف قرآنی تبدیل تصریح بکنایہ فرمودہ **ونحول اللہ قول** دعوی
تحریف قرآنی بتمثیل تعریض تحقیق عثمانی کمال وقاحت اور نادانی ہی کیونکہ باتفاق اہلسنت قاطبةً اور بتحقیق محققین شیعہ اہل الحق
ثابت اور مستحقق ہی کہ قرآن موجود مین اصلا تحریف اور تغییر نہین نہ بزیادت نہ بنقصان نہ بتبدیل کلمہ بکلمہ چنانچہ کتاب نہج البلاغة
مین کہ اصح الکتب اور متواتر عند الشیعہ ہے زبانی جناب مرتضوی بضمن خطبہ طویلہ مروی ہے ثم انزل علیه الکتاب نوراً لا تطفاء
مصابیحه وسراجاً لا یخبو توقده وبحراً لا یدرك قعره ومنهاجاً لا یضل نهجه وشعاعاً لا یظلم ضوءه
وفرقاناً لا یخمد برهانه وبنیاناً لا تهدم ارکانه الی ان قال فهو بحر لا ینزفه المستنزفون وعیون لا ینضبها الماتحون
یعنی اللہ نی اوتارا اپنی نبی پر قرآن کو نور کہ نہین گل ہوتا اوسکا چراغ اور چراغ کہ نہین کم ہوتی اوسکی روشنی اور دریا کہ
نہین پایان اوسکی گہرائی کا اور راہ کشادہ کہ نہین بہٹکتا راہ گیر اور شعاع کہ نہین تاریک ہوتی اوسکی چمک اور فارق میان
حق و باطل کہ نہین جہتی اوسکی برہان اور خانہ کہ نہین گرتی اوسکی ارکان یہان تک کہ فرمایا کہ پس قرآن ایک دریا ہے
عظیم الشان کہ نہین سرقہ کر سکتی اوسکو سرقہ کرنیوالی اور ایک چشمہ ہی روان کہ نہین مٹا سکتی اسکو مٹانی والی اور حدیث طولانی
مین امام صادق سی منقول ہی کہ ان هذا القرآن فیه منار الهدی ومصابیح الدجی یعنی اس قرآن مین ہین نشان ہدایت کے اور

چراغ تاریکی کی آور اوسہی کتاب مین ہی کہ ملا محسن نی تفسیر صافی مین شیعونکو لکھا کہ قد اجمعت الامة فی ایانہا و عہدہا ان
القرآن حق لا ریب فیہ یعنی کافہ امت کا اتفاق ہی کہ یہ قرآن حق ہی اسمین شبہ کو دخل نہیں انہمہ باعتراف ان القرآن حق
لا اختلاف بینہم فی تنزیلہ و تصدیقہ فاذا شہد القرآن بتصدیق خبر و تحقیقہ فانکر الخبر
طایفة من الامة لزمہم الاقرار بہ ضرورة حیث اجمعوا فی الاصل علی تصدیق الکتاب فی تنزیلہ فہی ان
جحدت وانکرت لزمہا الخروج عن الملة یعنی قرآن حق ہی فیما بین امت اور اوسکی تنزیل مین اختلاف ہے نہ تصدیق
مین پس ہرگاہ یہ قرآن کسی حدیث کی راستی و درستی پر گواہی دیوی اور اوسکو ایکجماعت امتکی انکار کری اوسکا اقرار اونپر
ضرور لازم ہی اسواسطیکہ اوس حدیث کے اصل مین کہ قرآن ہی اوسبکو یقین ہے پس اگر اقرار اوس حدیث کا نکرینگی تو ملت اسلام سی
خروج لازم آئیگا اور ملا صادق شارح کلینی نی لکھا کہ و یظہر القرآن بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر
و یشتہر بہ یعنی اسی ترتیب کے ساتھہ امام آخر الزمان کی زمانمین قرآن ظہور فرمائیگا اور اوسیکی شہرہ پائیگا خلاصۃ المنہج مین
تحت قولہ تعالی لا مبدل لکلماتہ وہو السمیع العلیم مذکور ہی ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار و احکام او را
داوند تقریبت از یرا کہ حقتعالی محافظت قرآن فرمودہ است اور مجمع البیان مین سید مرتضی سی منقول ہی کہ ان القرآن کان علی عہد
رسول اللہ ص مجموعا مؤلفا علی ما ہو علیہ الآن واستدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس و یحفظ جمیعہ
فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعة من الصحابة فی حفظہم وانہ کان یعرض علی النبی ص و یتلی علیہ وان جماعة
من الصحابة کعبد اللہ بن مسعود وابی بن کعب وغیرہما ختموا القرآن علی النبی ص عدة ختمات وکل ذلک بادنی تامل
یدل علی انہ کان مجموعا مرتبا غیر منثور ولا مبثوث وذکر ان من خالف من الامامیة والحشویة
لا یعتد بخلافہم فان الخلاف مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفة ظنوا
صحتہا لا یرجع بمثلہا عن المعلوم المقطوع بصحتہ یعنی تحقیق قرآن حضرت کی عہد مین ایسا ہی مجموع اور
مرتب تھا جیسا اب ہے اور وہ دلیل لایا اس دعویکی اسطور پر کہ قرآن حضرت کی زمانیمین درس مین آتا تھا تمام و کمال یاد کیا جاتا تھا
ایکجماعت صحابہ کی اوسکی حفظ پر متعین تھی حضرت کی حضور مین عرض کیا جاتا تھا پڑھا جاتا تھا اور عبد اللہ ابن مسعود اور ابی ابن کعب وغیرہ
صحابی نی حضرت کے سامنی کئی ختم کئی ایسے امور بادنی تامل دلیل ہین اسپر کہ قرآن مجموع مرتب تھا نہ پریشان اور ابتر جسن امامیہ
یا حشویہ نے مخالفت کے اوسکا اعتبار نہیں کیونکہ اونکا خلاف مضاف ہے حدیث کیجانب کہ اخبار ضعیفہ نقل کرتی ہین اور اوسکی صحت کا گمان
رکہتی ہین پس مقطوع معلوم الصحۃ کی ہوتی ایسی اخبار ضعیفہ کیطرف رجوع صحیح نہیں اور اسی کتاب مین ہے کہ اما الزیادة فیہ
فمجمع علی بطلانہا واما النقصان فقد روی قوم من اصحابنا وقوم من حشویة العامة ان فی القرآن
تغیرا ونقصانا والصحیح من مذہب اصحابنا خلافہ وہو الذی نصرہ المرتضی یعنی زیادتی قرآنکی بالاتفاق
باطل ہی لیکن نقصان اور تغیر کہ بعضی شیعہ اور حشویہ نے نقل کیا پر مذہب صحیح اسکی خلاف ہے اور اسی بات کو یاری دی مرتضی نی اور

مصائب نواصب مین ہی ان ما نسبہ الی الشیعۃ من قولہم بوقوع التغیر فی القران لیس مما قال بہ جمہور الامامیۃ
وانما قال بہ شرذمۃ قلیلۃ لا اعتداد لہم فیما بینہم یعنی شیعونکی طرف نسبت تغیر قرآن کی جمہور کا قول نہین
ایک جماعت قلیلہ اسکی قائل ہی جنکا کچھ اعتبار نہین کذوب شیعہ ابن بابویہ ہرچند اول حال مین حذف اور نقصان کا قائل تہا حیث
روی انہ وجد فی قرآن ابی محمد الحسن العسکری ما صورتہ اعوذ باللہ من قوم حذفوا محکمات الکتاب
ونسوا رب الارباب والنبی ساقی الکوثر یوم الحساب علی ما فی التحفۃ آخر جب جبر با قرار صحت قرآن چارہ ندیکہا روایات
مذکورہ کی برخلاف کتاب الاعتقادات مین اپنی اعتقاد کو ٹہیک کیا اس معنی کر صدوق کہئی تو بجا ہی وعبارتہ ہکذا
اعتقادنا فی القران الذی انزلہ اللہ علی نبیہ محمد صلعم ہو ما بین الدفتین وہو ما فی ایدی الناس لیس باکثر
من ذالک ومبلغ سورہ عندنا مائۃ واربعۃ عشر سورۃ وعندنا والضحی والم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف
والم ترکیف سورۃ واحدۃ والانفال والتوبۃ سورۃ واحدۃ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فہو کاذب
یعنی صدوق کہتا ہی کہ اعتقاد ہم شیعونکا یہ ہی کہ جس قرآنکو حق تعالی نی اپنی نبی محمد رسول اللہ صلعم پر نازل کیا وہ یہی ہی جو دو دفتیون
مین ہی اور لوگونکی ہاتہون مین متداول ہی اس مقدار سی زیادہ نہین اور ہمگی سورہ قرآن اہلسنت کی نزدیک ایکسو چودہ ۱۱۴ ہین اور ہمارے
نزدیک والضحی اور الم نشرح ایکسورہ ہی اور لایلاف اور الم ترکیف ایک اور انفال اور توبہ ایک اور جو ہماری طرف نسبت کرتا
ہی کہ ہم قائل ہین کہ قرآن اس مقدار سی زیادہ ہی وہ جہوٹہا ہی ہم اسکی قائل نہین پہر وہی صدوق اس دعوی پر یون دلیل لاتا ہی
کما روی ان ثواب قراءۃ کل سورۃ من القران وثواب من ختم القران کلہ وجواز قراءۃ سورتین فی رکعۃ نافلۃ والنہی
عن القران بین السورتین فی رکعۃ فریضۃ تصدیق لما قلنا فی امر القرآن وان مبلغہ ما فی ایدی الناس ومن النہی
عن قراءۃ القران کلہ فی لیلۃ واحدۃ وانہ لایجوز ان یختم القران فی اقل من ثلثۃ ایام تصدیق لما قلنا ایضا
یعنی وہ جو مروی ہی کہ ثواب تلاوت ہر سورۂ قرآنیہ کا اور ثواب اوس شخص کا جسنی ختم کیا تمام قرآنکو اور جواز قرات دو سورتونکا
ایکرکعت نفلی مین اور منع ملانی دو سورتونکا ایکرکعت فرضی مین سبب ہماری قول کی تصدیق ہی قرآنکی مقدار مین اور منع قرات
مبلغ موجود کا تمام و کمال ایکشب مین اور عدم جواز ختم قرآن تین دن سی کمتر مین یہ تصدیق ثانی ہی ہماری قول کی وعلی ہذا القیاس آحاد
اخبار اور فتوای اہل اعتبار معتبرین شیعہ مین مذکور ہین ایراد بالاستقصا مطول کلام ہی یہی قدر قلیل نمونہ وار محصل مرام یعنی اگر
روایات صحیحہ اور معتبرات فصیحہ کی منطوقات صریحہ سی تکذیب اور تفسیق بلا زمان قائل بتحریف قرآن لازم آتی ہی کاش ابن بابویہ کیطرح
کہ بحکم ان الکذوب قد یصدق صحت اور کمال قرآنکیطرف رجوع فرماتی سہام کذب اور فسق کی نشانہ ہونی سی بچ جاتی کذوب سی
صدوق بنجاتی آپکو اپنی ہاتہون اسد جیکونہ پہونچاتی مجتہد از بان فضیحت کردہ جو رہ بمنزر اسکساری ہوتی نی اپنی
تمام آستین بست بلا زمان در کنار آپکی بہائی باپ بہی اس مجرم مین گرفتار ہین کہ کمال اور نقصان قرآن مین ایک واسطہ ٹہراتی ہین
تغیر یسیر اور تحریف غیر کثیر کا ڈہکوسلا سناتی ہین باین عبارت کہ اما تغیر یسیر در اعراب و تبدیل بعض حروف ونقصان بعض کلمات

و آیات و مخالفت ترتیب در جمع و تالیف آیات پس از روایات متعددۂ فریقین لایح میگردد و [illegible]
اخبار طرفین و تواتر معنوی آن مشکل ست علی ما فی الحدیقۃ السلطانیۃ و بالجملہ چون احادیث
صحابۂ کبار در باب تحریف یسیر و نقصان قرآن فی الجملہ وارد شدہ و کذب تمام آنہا [illegible] بس لا اقل کہ نقصان
محتمل باشد و مجرد احتمال کافیست علی ما فی صوارم چوبیہ پس یہی روایات متحققہ ثابتہ بعینہا [illegible]
بناتی ہین بلکہ کلینی کو بہی کہ روایت کرتا ہی ان القرآن الذی جاء بہ جبریل الی محمد صلعم سترہ ہزار آیۃ تہی [illegible]
کراتی ہین اسواسطیکہ جمہور کی روایات کلینی کی مکذب ہین کہ قرآنکو زیادہ ما فی ایدی الناس سے کہ [illegible]
بتاتا ہی اور اصل قرآن کو سترہ ہزار آیۃ ٹہراتا ہی اور روایت کلینی ملازمان کی بہائی باپ [illegible]
تغیر اور تحریف یسیر کی قائل ہین حالانکہ کلینی کی روایت سی معلوم ہوچکا کہ قرآنمین [illegible] ہزار آیہ تہی اس حساب سے قرآنمین
نقصان دو ثلث کی قریب پہونچتا ہی کیونکہ قرآن موجود مین سر دست چہہ ہزار چند صد آیۃ ہین پس دو ثلث نقصان کو تغیر
یا تحریف یسیر کہنا کمال سفاہت بلکہ مشابہ بہرزہ مجنون اور اہل بلاہت ہے اور معہذا اس تفسیر یسیر کا کوئی امامیہ قائل
نہین مجرد ابداع اور اعتبار ہی اسکی سند در کار و الا تار و پود اجتہاد تار بتار ہوئیگا ؎ اتنی بہتر نہین صمون [illegible]
منطقی بحث نہین مبحث قرآنی ہی ۞ و بالجملہ اب ان مقدمات بدیہیۃ الانتاجات سی کیونکہ نتیجہ ہاتہہ آئی ایک کہ جو روافض دعوی
کرتی ہین کہ قرآن صحیح جسکو حضرت امیر نی جمع کیا تہا وہ امام آخر الزمان کی پاس ہی علی ما فی حق الیقین باطل ٹہرا خصوصاً
بروایت شارح کلینی اونسی اسی قرآن کی رواج اور شہرت کو امام زمانکی زمانہمین فرمایا خلاف عقل ہی کہ جناب امیر اپنی خلافت
قرآن صحیح کو رواج ندین اور اوسکی نفع سی اہل اسلام کو محروم رکہین تا بحدیکہ اپنی اولاد اور عزیزسی بہی عزیز رکہین اور
باوجود بیوفائی اصحاب علی ما اعترف بہ شیعۃ الکذاب خلافت مغصوبہ کو اختیار فرمائین سبحانک ہذا بہتان عظیم ؎
گر مسیحا دشمن جان ہو تو ہو کیونکر علاج ۞ کون رہ ہر ہو سکی جب خضر بہکانی لگی ۞ دوسری یہ کہ بعض شیعہ جو فریب دیتی ہین کہ جناب
عثمان جامع القرآن نی قرآنکو جلایا خاک مین ملایا ان بہتان شیطان کو بموجب روایات صحیحہ اور قول صدوق غیر کذوب
عند الشیعہ گنجایش تصدیق نہین کیونکہ اگر یہ امر واقعی ہوتا قرآن کہان رہتا شیعہ محققین ایسی قول نامعقول کی قائل نہین
اور شیعہ متردین کو ہنوز احتمال ہی کہ بعض آیات کو جلایا علی ما فی منہج الفاضلین یا تمام قرآنکو جلایا یا دیگ مین جوش دیا علی ما فی
حق الیقین اس تقدیر پر متبادر ہوتا ہی کہ حرق یا خرق علی اختلاف الروایتین جو روافض اہلسنت سے نقل کرتی ہین علی تقدیر الصحۃ
نسبت بقرآن صحیح نتہا بلکہ نسبت بقرآن غلط الآیۃ اور قرآن منسوخ التلاوۃ اسی احتیاط سی کہ آیندہ توریت انجیل کیطرح
اختلاف اور فتنہ سی آگندہ نہوی اور یہ دونو امر ظاہرا جای طعن نہین خصوصاً شیعہ کے طور پر اسواسطیکہ قرآن غلط الآیۃ کی
پڑہنی مین گمراہی تہی بلکہ پڑہنی مین الا اوسکا بشہادت بعض ایمہ گمراہ چنانچہ جناب جہلم کب برادر ملازمان نی حدیقہ سلطانیہ مین
اس معنی کی تصریح کی باین عبارت کہ در اواخر کتاب اصول کافی بسند خود از معلی بن خنیس روایت کردہ کہ ما بخدمت حضرت امام صادق

خاصہ دیدیم و ربیعہ از علمای اہلسنت ہمراہ بود پس ذکر قرآن بمیان آوردیم پس آنحضرت فرمود کہ اگر ابن مسعود بر وفق
قرأت ما نمیخواند ہیچکہ او گمراہ [illegible] ربیعہ گفت گمراہ بود حضرت فرمود آری گمراہ بود انتہی اور قرآن منسوخ التلاوۃ خود قرآن نہین
جیسا اسلام قلی کی پوتی نے استقصاء الافحام مین اسکی تصریح کی کہ منسوخ التلاوت حقیقت قرآن سے خارج ہی کما سیجی
عبارۃ پس [illegible] قرآن صحیح مثل ساقط الآیۃ یا منسوخ التلاوۃ کی ساتھہ اگر یہ معاملہ پیش آیا اہلسنت محل تشنیع نہین یہان تو
شیعہ قرآن صحیح کی ساتھہ یہ معاملہ حرق یا خرق کا بضرورت جائز رکھتی ہین چنانچہ مجلسی نقل مجلس نے اپنی رسالہ اعتقادات
مین [illegible] کہ انکار القرآن والاستخفاف بہ کفر وکذا فعل یستلزم الاستخفاف بہ کحرقہ من غیر ضرورۃ والقائہ فی القاذورات
واما ما یستلزم ذلک کمدّ الرجل نحوہ الیہ فان قصد بہ الاستخفاف کفر والا فلا یعنی انکار اور استخفاف قرآن کا کفر ہی اور
ایسا ہی وہ فعل بھی کفر ہی جو مستلزم استخفاف ہی جیسی بی ضرورت جلانا نجاسات مین ڈالنا اور وہ جو مستلزم اس
استخفاف کو نہین جیسی قرآنکی طرف پانون پھیلانا اگر بقصد استخفاف ہے تو کفر ہی واگر بقصد استخفاف نہین تو کفر نہین
[illegible] او ربما یطل با قصدہ مدعی الولاء ع ان کنت تدری فذاک مصیبۃ وان کنت لا فالمصیبۃ اعظم ع غرض یہ ہین برہان
عدم تحریف قرآن بروایات شیعہ اور مذاق اہلسنت پر اس امر کی برہان مستغنی عن البیان ہے خود صاحب مجمع البیان وغیرہ
انکی جانب سی مجیب اور عذر خواہ ہین انکو تجشم استدلال کیا ضرور ع چو کار بے فضول من برآید مرا در وی سخن گفتن
[illegible] اور تحقیق مقام یہ ہی کہ اہلسنت کی یہان روایت نقصان یا تحریف قرآن مروی ہی نہین اور جن روایتون مین شبہہ نقصان
یا تحریف سمجھا انکی خطا ہی فہم ہی معتبرات اہلسنت خصوصاً کتاب ہدایت نصاب تنبیہ السفیہ مین کہ صاحب صوارم چو مین تار و پود
اور دہبیر [illegible] ہی اسکی فہام تفہیم علی وجہ التنبیہ والتعلیم للتعلیم قرار واقعی موجود ہی من شاء فلیرجع الیہ اسجا بطریق مشتی نمونہ از خروار
و اندک دلیل بسیار ایک مثال مذکور ہوتی ہی باقی کو اوسی پر قیاس کر لینا مثلاً بعض کتب مین عبد اللہ ابن عمر سی ماثور ہی کہ
لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن یقل قد اخذت منہ ما ظہر منہ
یعنی نہ کہی کوئی کہ مینی تمام قرآنکو لیا کیا جانتا ہی کہ تمام قرآن کیا ہی قرآنسی اکثر جاتا رہا یون چاہئی کہنا کہ جسقدر قرآنسی
ظاہر رہا مینی اوسکو لیا پس اہلسنت کے نزدیک اس قول اور امثال اس قول کی یہ معنی ہین کہ منسوخ التلاوۃ قرآنمین نہین
ما ظہر منہ کا لفظ اسپر دلیل ہی نہ یہ کہ منسوخ التلاوۃ یا منسوخ الآیۃ قرآنمین نہین کیونکہ نقصان تحریفی محل نزاع ہی نہ نقصان
نسخی یا غیر نسخی و فضل السیج آپ جواب سنکر بہت دست و پا چہ ہوئے ہر گز راہ اغوا کی نہ پائی بہزار تکاپوی لنگانہ اور جستجوی مجنونانہ
اسلام قلی کی پوتر سالکن کنتور نے اپنی دہنگا مستثنی سی اس عذر کو نکانا باستفادہ ملا زمان مجتہد زمانہ استقصاء الافحام
مین پیش خود اسکا جواب بایں عبارت ٹھانا کہ ضحکہ بیش نیست زیرا کہ ہر قدر کہ منسوخ التلاوہ شد از حقیقت قرآنی ما
آن خارج گردید آنرا قرآن دانستن معنی ندارد انتہی بقدر الحاجۃ اقول اہل انصاف پر صاف روشن ہی کہ یہ جرح لا یعنی
کسقدر بے ہودہ اور بے معنی ہی اسواسطےکہ ما بین الدفتین حقیقۃً مصحف عثمانی ہی نہ حقیقت مصحف ابن مسعود وغیرہ کہ اومین منسوخ التلاوۃ

اور دعای قنوت مندرج تہا اور بشہادت امام صادق اونکا تالی اور قاری گمراہ بالیقین اور نیز اطلاق قرآن کا تہا
طعن و فضیلت احراق قرآن ابن مسعود وغیرہ بیجا ٹہریگا پس جائز ہی کہ ابن عمر نی انہین قرآنکی [illegible] بقولہ لا یقولن
احدکم الی قولہ قد ذہب قرآن کثیر و الاسیا ری روایات سابقہ عدم ذہاب قرآنکی کیا معنی ہو نگی [illegible] ستبعا مجبد مصحف فاطمہ
او صحیفہ کاملہ کہ باعتراف جمع التقیین انجیل اہلبیت اور زبور آل محمد ہی مصحف مین داخل ہی اور کلام [illegible]
او سپر مجازا بہی اطلاق مصحف یا قرآن کا نہ آوی و بینہما بون بعید کما لا یخفی علی من القی السمع وہو شہید فانصف ولا تکن من الشاکین
الحاصل ما فی الدفتین قرآن تحقیقی کی ماہیت ہی کہ وہ مصحف عثمان ہی قرآن حکمی کی کہ مصحف ابن مسعود وغیرہ ہی اور یہ اہلبیت عمر کا
ارشاد اسکی نسبت ہی نہ اوسکی نسبت و الا بنا بر روایات متقدمہ انقلاب عظیم پیش آیگا اور کوئی بہ فضیلت و نجات کدہر لیجائیگا
ثم اقول مخفی نرہی کہ کتاب استقصاء الافحام نی اسیطرح کی خرافات سی املا اور التیام پایا ہی ع **قیاس کن**
زگلستان من بہار مرا جامع شریف النسب کریم الحرشی نی اس کتاب مین منتہی الکلام فاضل فیض آبادی صانہ اللہ
عن شرور الاعادی کا دعوی کیا سو یہ بیخبری کجا منتہی کی ایرادات واقعیہ اور کجا استقصا کی خدعبلات و ابن الثریا
من الثری و این الخذف من الشہی این الظلام من النور و این الظلال من الحرور و این الحق من الباطل و این الصحیح
من العاطل شاید اسی رکاکت جواب کے سبب ملازمان نی اس کتاب کو ابن قلی کیطرف نسبت کیا جیسی بعض خرافات
مناسب سید ی صاحب کیجانب اضافت دیا یہ رواج اس فرقہ مین قدیم ہی شریف مرتضی کی [illegible] خرافات [illegible]
جمع کر کر سینہ کنیز کی سر تہوپا تا عوام اعتقاد جازم بہم پہونچائین کہ اس مذہب مین جوارح اور موالی سی ایسی مہمات
سرانجام پاتی ہین چہ جای حرایر و احرار افسوس کہ یہ دونو ساد ہ لوح خانہ برانداز ننگ و ناموس کی وصف دعای [illegible]
اور دعوی ما عظم شانی ملازمان یعنی ابن مجتہد فانی کی ہت کہنڈی پاپستانی کو نہ سمجھی اپنی علو نسبی مستور کی در پی
اظہار ہوئی اور بزور زر شرافت میر شر و آفتی کی خریدار شاید میر انیس کی ٹیپ کی ٹاپ انکی گوش خرد نہین پہونچی **ع**
قارون کا خزانہ ہو تو عزت نہین ملتی دولت سی کبہی کہ شرافت نہین ملتی کالای بد بریش خاوند ہمکو اس بحث سی کیا
کام مقصود عدم نقصان اور تحریف کلام ملک العلام تہا وہ بحمد اللہ خاطر خواہ سرانجام ہوا اور مخالف مرنی کی کناری ہی
گوا ہی تکنی سوا الا ایہا القوم الاشیر ولقد اہلکنا اشیاعکم فہل من مدکر و انما اطنبنا الکلام خلاف دابنا فی ہذا المقام لانہ
کان مزلقۃ العوام من مغلطۃ المجتہد القمقام و اشیاعہ الطغام و اللہ الہادی الی سبیل الرشاد و بہ ثقتی و علیہ الاعتماد **قال**
المجتہد المعزول و ندانستہ کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح لیس عیب پوشی خلف خلیفہ باین سحر کاری بخاری ممکن نیست
و بحول اللہ **اقول** فی الواقع کنایہ ابلغ ہوتا ہی تصریح سی یہ بخاری کو بخوبی معلوم تہا اسیواسطی انزلت فی کذا کذا
کو انزلت فی ایتان النساء فی ادبارہن سی کنایہ لایا کیونکہ انزلت کی بعد لفظ حرمت کا مقدر ہی یا فی بمعنی من ہی اور
یہ بات بار بار باتفاق اہلسنت گذارش ہوئی کہ وطی فی الدبر حرام ہی اور وطی من الدبر حلال اگر ملازمان کو یاد نہ ہی آپکے خانہ کا

متعصبین نے ایسی وقت مین معجون بلادر کا استعمال ضرور رہنشا اس تشنیع کا یہ ہی کہ ملازمان کج فہم سیاہ مین گذرا کہ مگنی ہے اس
لئے ترجمہ میں بمعنی محمول ہی نہ بمعنی مذکور معقول اس سبب بخاری نے اخفای حال کیلئے کنایہ پر اکتفا کیا پس منشا
غلطی ناشی سوء فہمی ہے ہمای تشنیع ع برین فہم و دانش بباید گریست ٭ اب اتہام عیب پوشی خلف خلیفہ رسول ابن داماد
متولی دعوی ہے دلیل قرآنی باسم نفاق وزبل واللہ الهادی الی سواء السبیل قال المجتهد المعزول خلاصہ اینکہ روایت
نافع را چنین نقل کردہ عن نافع کان ابن عمر اذا قرء القرآن لم یتکلم حتی یفرغ منہ فاخذت علیہ یوما
فقرء سورة البقرة حتی انتهی الی مکانٍ قال اتدری فیما اُنزلت قلت لا قال انزلت فی کذا و کذا
بخاری اینجا بنا بر مزید حیا دیہ را از میان برداشتہ بجای او چنین و چنین آوردہ لکن قسطلانی در شرح صحیح بخاری معنی
کذا و کذا چنین نوشتہ ای فی اتیان النساء فی ادبارهن پس پردہ حیا را از رخ امام خود بخاری برداشتہ و چشم پوشی از عیب
پوشی او نمودہ ٭ بحول اللہ اقول ہرگاہ باعتراف ملازمان ظاہر ہی کہ بخاری کی کذا و کذا کی تفسیر قسطلانی نے بلفظ فی اتیان
النساء فی ادبارهن کیا اور معنی فی اتیان النساء فی ادبارهن کی ابھی معلوم ہو چکے اور یہ معنی موافق تصریح ابن عمر ہی کہ
اس فعل کو حرام جانتی ہین اور لواطہ صغری کہتی ہین جیسا سابق گذرا پس چشم پوشی خلف خلیفہ کی عیب پوشی سی مجرد
دعوی ہی ہان اگر بخاری سنی چشم پوشی بلکہ عیب پوشی امام اور امام زادہ کی ہو گنجایش کہتا ہی کہ یہ بزرگوار یعنی ائمہ اطہار
اور اکابر شیعہ شمار اس فعل قبیح کی قائل اور فاعل تہی چنانچہ یہ معنی بتصریح استبصار وغیرہ واضح ہوی بخاری اور بخاری کی
امام مین یہ عیب کہان جس سی چشم پوشی ہوتی ہان جنکی امام مین یہ عیب مقرری ہی البتہ اونسی چشم پوشی ہو سکتی ہی ؎
گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر ٭ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کی باعث ٭ بخاری نی آدبار نسار قائلین بالاباحة کو رستی دخول
اور خروج سی بچایا محبس نجاست سی چھڑایا یہ مقام احسان ہی نہ جای شکایت اور شکنان جناب ابو الکلب برادر ملازمان
اپنی تفسیر جدید مسمی بتوضیح المجید مین بسیاق لفظ کذا و کذا بایں عبارت افادہ فرماتی ہین کہ کوئی اور جہت سوای پوشیدہ
رکہنی جائز رکہنی عبد اللہ ابن عمر کی اس فعل مکروہ کو اور نہین معلوم ہوتا انتہی بلفظہ المشئوم واہ ری تیری کچی زبان
تمکا کیسی جان پڑا کہ بخاری نی ابن عمر کی بہید چہپای ڈالن تمہری بڑکی بہائی تو انکا جواب پائن جا اخیر کری آنزین کا
آلوان بگڑا ہی ع ولن یصلح العطار ما افسد الدہر ٭ اور تحقیق یہ ہی کہ اس کنایہ مین ابن عمر کی عیب پوشی منظور نہین
بلکہ رعایت بلاغت ملحوظ ہی جیسا واضح ہو گا ان شاء اللہ ٭ ٭ نی اپنی تصانیف مزخرفہ مین اس قسم کی چشم پوشی بعض کنایہ
اختیار کی ہی نہج البلاغہ مین بانی جناب مرتضوی نقل کرتا ہی کہ للہ بلاد فلانٍ فلقد قوّم الاَوَد و داوی العمد
واقام السُنة وخلف البدعة ذهب نقیّ الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرّها ادّی الی اللہ
طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکھم فی طرق متشعبة لا یهتدی فیها الضال ولا یستیقن المهتدی
یعنی قسم ہی اللہ کی بلاد فلانی کی ہین کہ راست کی اوسنی کجی اور درست کئی ستون اور قائم کی سنت اور کہو دیئنکی بدعت

دنیا سی گیا پاک دامن کم عیب خلافت کی خوبی پائی پیشتر گیا فساد خلافت سی ادا کی طاعت الٰہی کو بہ پرہیزگاری کی بہ نفس خود
کوچ کر گیا آپ اور چھوڑ دیا لوگونکو مختلف راہونمین کہ اونمین نہ گمراہ راہ پاتاہی نہ راہیاب یقین کرتاہی شارح نہج البلاغۃ نے
لکھا کہ فلان کنایہ ہی ابوبکر سی پس حضرت امیر نے جناب ابوبکر کو اتنی صفتونکی ساتھ موصوف فرمایا اور مہتم او سپر زیادہ بڑہایا
پس ہرگاہ یہ اوصاف منافی اعتقاد اہل نفاق اور عناد تھی حفظاً للمذہب صاحب نہج البلاغۃ نے وقت پاچہ ہو کر لفظ ابوبکر
کو حذف کیا اوسکی جگہہ کنایہ بلفظ فلان لایا تا اہلسنت کو تمسک ممکن نہو لیکن کرامت جناب امیر کہ اوصاف مذکورہ
اس کنایہ مبہمہ کو بطور صریحہ معینہ فرما رہی ہین فالحمد للہ ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست قال المجتہد
المعزول وعجیب تر و طرفہ تر ازین ماجرا اینست کہ باز بخاری ہمین روایت را بطرز دیگر آوردہ دران نیز خیانتی بکار
بردہ نوشتہ عن نافع عن ابن عمر فاتوجہ تکم انی شئتم قال یاتیہا فی رواہ محمد ابن یحیی الخ درین روایت بخاری بعد حرف فی
اندک کاغذ سفید را خالی گذاشتہ گویا اشارہ بہ بیت الخلا ساختہ بذکر دبر نپرداختہ عیب پوشی صاحب خلیفہ را دران
انگاشتہ واین خیال محال ست چہ قسطلانی روسپیدی بخاری ابرو سیاہی مبدل کردہ بسیاہی نوشتہ بحذف المجرور ای الدبر
کما وقع التصریح بہ عند ابن جریر الخ پس سعی جمیل امام خود را در کتمان آن بباد فنا دادہ وبقول ایلد قول بیت الخلا
اور دبر بلکہ ما فیہما ملا زبان عالیمقدار کو شاید بہت مرغوب ہے کہ بحکم من احب شیئاً اکثر ذکرہ بتکرار بلا مرورت اپنی زبان
کو ہر بار پر اسکا ذکر بار بار ہی معلوم نہین کہ اندنون ملازمان زید مجدہ پر اعمش کا زور ہی یا پردۂ تعصب دیدۂ حق بین
کو رکہ مصداق وعلی ابصارہم غشاوۃ ہو رہی ہین امر اول ظاہر ہی اسواسطیکہ علم غریقی باعث نقصان شبکی اور
عنکبوتی ہی اور امر ثانی ظاہر تر اسواسطیکہ باوجود دعای مطالعہ قسطلانی مجرور فی سوجہا اور اس مجرور کی ترک کی وجہ نہ
حالانکہ کتاب مذکور مین وجہ ترک مجرور دو طرح پر مذکور ہی ایک یا این عبارت کہ و اسقط المولف ذلک لاستنکارہ یعنی بخاری نے
اس مجرور کو مذکور نکیا اسواسطیکہ ذکر دبر کا مذموم سمجہا فی الحقیقت تبعاً خصوصاً جبکہ اتقیا بہی ہون حتی المقدور ایسی لفظ
کو زبان پر نہین لاتی اگر بیان کی ضرورت پڑتی ہی کسی اور کنایہ اور پیرایہ مین کہہ جاتی ہین اسواسطی قرآن مجید مین
کہ افصح الکلام اور ابلغ النظام ہی ارشاد ہوا فاتوا حرثکم انی شئتم مدارک مین ہی ہذا من الکنایات اللطیفۃ
والتعریضات المستحسنۃ فعلی کل مسلم ان یتادب بہا ویتکلف بمثلہا فی المحاورات والمکاتبات
اور اسی قسم سی ہی اتیان الرجال اور لواطہ کا نام فاحشہ قال اللہ تعالیٰ ولوطاً اذ قال لقومہ انکم لتاتون الفاحشۃ
ما سبقکم بہا من احد من العالمین اگر قرآنمین کہ لاریب فیہ اسکی شان ہی سی جناب عثمان کی تحریف کا گمان
ہو تو کسی ہندی شرح ملا خوان یا منتہی قلمی صاحب کی راحت جان کے اسمای ستہ مکبرہ ابوک اخوک وغیرہ یعنی باپ تیرا بہائی
تیرا کی شرح پڑہوائی دیکہی تو ہنوک کی معنی مین الہن الشئی المنکر الذی یستہجن ذکرہ کالعورۃ والصفات
الذمیمۃ والافعال القبیحۃ ہی یا نہین پہر اگر شرح جامی فہمی کی استعداد نہین تو سردست گلستان سعدی ملاحظہ

مین لائی دیکھنی تو ہتاز مان کی ہجیب اور ہم دامان اور ہم سن اور ہم دن کی مدح و ثنا کس کنایہ لطیف سے بیان ہو رہی ہی ۵

شنیده ام که در ین روزها کهن پیری
که قفل بسملش از چشم مرحمان بنهفت
نکاح کرد شید و نزد بر ہروے که نتوان دو خت
که خانمان من این شوخ دیده پاک بہ رفت
پس از خلافت و شنعت گناه بسمله نیست

خیال بست بہ پیرانه سر که گیر د جفت
چنانکه رسم عروسی بود تمنا کرد
مگر بسوزن فولاد جامه بنکفت
میان شوہر و زن جنگ و فتنہ خواست چنان
ترا که دست بلرزد گہر چه دانی سفت

بخواست دختر کی خوبروی بسمله نام
ولی بحمله اول عصای پیر بخفت
بدوستان گله آغاز کرد و حجت ساخت
که سر بشحنه و قاضی کشید و سعدی گفت
و بالجملہ اس توضیح سی بخاری کی کذا و کذا آگے

وجہ بھی نکل آئی بناءً علی ہذا و حدنا لک سابقاً دوسری یہ کہ اوسی قسطلانی مین کرمانی شرح بخاری سی منقول ہی کہ مجرور کو واسطے حذف کیا کہ اس مقام مین رعایت صنعت بدیع منظور ہی کیونکہ اس قسم کی حذف مجرور اور ذکر جار کو علم بدیع مین صنعت اکتفا کہتی ہین و منہ قول ابن الفارض ع ان غاب عن الانسان عینی فهو فی * ای فی قلبی لیکن ایسی صنایع کو کسی نکتہ کی لئی اختیار کرتی ہین و ہو اس مقام مین یہ ہی کہ فی الدبر کہ بمعنی من الدبر ہی بظاہرہ وہم مین ڈالتا ہی کہ دخول فی الدبر مراد ہی یا دخول من الدبر اسواسطی اوسکو حذف کیا اور من الدبر یا فی موضع الحرث کو نہ لایا تا نقل حدیث کی وقت تصرف لفظی سی احتراز حاصل ہوی ہا ۵ کسکو دکہائین اپنی طبیعت کی تیزیان افسوس اس زمانہ مین قدر ہنر نہین اب ارشاد ہو کہ حذف مجرور یعنی الدبر مین عیب پوشی صاحب زادہ خلیفہ رسول کی کہان ہی وہ تو اس عیب سی ہمیشہ برکران ہی یہ عیب و سمین جب تہا کہ فی الدبر بمعنی من الدبر اوسکی محاورہ مین نہوتا یا اکثر شراح اس مجرور کو موضع الحرث نہ بتاتی ہان عیب پوشی امام اور امام زادونکی البتہ متصور ہی کہ باعتراف استبصار اور اقرار علمای اصول اخبار وہ سب اس فعل بد کی مرتکب ہوتی آئی اور جواب سائل مین انا لا نفعل بطور تقیہ و تزویر کہتی آئی اسمین ابوجعفر بدبخت روسفید ائمہ کی معاذ اللہ روسیاہی کی ساتہہ مبدل کر کر اپنی روسیاہ کیطرح دفتر سیاہ کر رہا ہی یا قسطلانی روسپیدی بخاری کی نعوذ باللہ روسیاہی سی مبدل کر گیا این هذا من ذالك واین السمك من السماك کیا جولاہیکا تیر ہی جو چل جائیگا حاشا و کلا غرض بخاری کی امام کی سعی جمیل مشکور ہوئی اور زرگاری کی امام کا جہد بلیغ ہباءً منثورا ہوا انصاف شرط ہے اتنی بیشرمی اور ہٹ دہرمی خوب نہین خدا کو جان دینی ہی اور موت کی نوید لبی ہی ۵ منادرین دو در ہی اہوسی سکون هوای بقا * نبود مجال چو چون جرا ز دری در آرد ری براپہ قال المجتهد المعزول فائدہ مفیدہ فخر رازی درینمقام طرفہ گاوتازی و بچہ بازی نمودہ در تفسیر کبیر فرمودہ نقل نافع عن ابن عمر انہ کان یقول المراد من الآیۃ تجویز اتیان النساء فی ادبارهن و ساٸر الناس کذبوا نافعا فی هذہ الروایۃ انتہی این کلام مورد ملام است اولا آنکہ تکذیب نافع راجع است بتکذیب بخاری کہ او ہمین روایت نافع را در صحیح خود آوردہ غایۃ الامر بکنایہ مرادش را بیان ساختہ آن ظاہر است تصدیق نافع تکذیب او و علاوہ آنکہ اکثر روایاتش در صحیح مذکور و دیگر صحاح مر بور است اگر او کاذب بودہ پس صحاح سنیان مشتمل بر اکاذیب

زدہ بر پای دبر بیا

بوده باشد و اخبار کاذبه را معدود در صحاح نتوان نمود و بحول الله اقول روایت نافع عن ابن عمر کی پر ویہین ملازمان زمین اور آسمان کو ایک کر رہی تہی جب سنتی آئی کہ عبد اللہ ابن عمر کی محاورہ مین فی بمعنی من ہی یعنی ظرف نہ فی بمعنی حرف کہسیا کر بابت تکذیب نافع ضلع اور جگت بلکہ استہزا اور سخریت پر آئی بحکم المرء یقیس علی نفسہ امام ہمام علیہ السلام کی نسبت لفظ گاوتا زہی اور بچہ بازی فرمانی لگی اور اوسکی کلام ہدایت انجام کو بتحکم اور تعسف تمام مورد ملام بنانی لگی کئی وجہ سی حاصل وجداول کا یہ ہی کہ قطع نظر اس امر کی کہ تکذیب نافع سی تکذیب بخاری کی لازم آتی ہی صحاح اہلسنت اکاذیب پر شامل ہوجاتی ہی کیونکہ صحاح مین اکثر حدیث بروایت نافع موجود ہی پس جو اب اس ہذیان بی مکان کا یہ ہی کہ سابق باخراج نسائی اور طبرانی عن ابی النضر گذر چکا جسکا ملخص یہ ہی کہ لوگون نی نافع کو کہا کہ تو کیا غضب کرتا ہی کہ ابن عمر سی اتیان النساء فی ادبارہن روایت کرتا ہی کہا یہ مجہپر افترا ہی مین تو یہ نہین کہتا بات اتنی ہی کہ ایکدن جناب ابن عمر نی فرمایا کہ قریش تجبیہ کی عادی تہی اور انصار باغوای یہود اسکی اعادی ہس قریش کی تائید پر کریمہ نساءکم الآیۃ نازل ہوا پس بموجب اقرار نافع ظاہر ہی کہ نافع تکذیب ناس کی کر رہا ہی نہ ناس تکذیب نافع کی ہان امام صاحب نے جو تکذیب نافع کی ارشاد فرمائی بر تقدیر صحت روایت بطریق فرض اور تسلیم ہی یعنی ملازمان ایسی کسی کج فہم نی تہمت کیا ہوگا کہ یقینا نافع ابن عمر سی اتیان النساء فی ادبارہن کا راوی ہی اوسکی جواب مین فرمایا کہ سلمنا ذالک و لکن سائر الناس کذبوا نافعا ہی کج بحثی ملازمان کی کہ اس صورت مین تکذیب نافع سی صحاح کا اعتماد جاتا ہی پس جو آپ سکا یہ ہی کہ مراد کذب سے اس مقام مین خطا ہی اسواسطی کہ اس تقدیر فرض اور تسلیم پر اس کذب کی تفسیر بہ عطف تفسیری سالم کی روایت مین موجود ہی کہ عن عبد اللہ بن الحسن انہ لقی سالم ابن عبد اللہ فقال لہ یا ابا عمر ما حدیث یحدث نافع عن ابن عمر انہ لم یکن یری باسا باتیان النساء فی ادبارہن قال کذب العبد او اخطأ انما قال عبد اللہ یاتون فی فروجہن من ادبارہن یعنی عبد اللہ بن الحسن کو سالم ابن عبد اللہ سے اتفاق ملاقات کا ہوا پوچہا کہ ای ابو عمر کیا بات ہے کہ نافع ابن عمر سی حدیث کرتا ہی کہ وہ دخول فی الدبر کو جائز رکہتی تہی فرمایا سالم نی کہ یہ غلام کاذب ہے یعنی خاطی کہ روایت مین اسکو خطا واقع ہوئی عبد اللہ ابن عمر میری پدر نی اتنا ہی فرمایا کہ عورتونکی قبل مین من جانب الدبر آنا درست ہے اب بحکم اہل البیت ابصر بما فی البیت کہ ملازمان کی تصنیفات مین بہم زبان زد زبان قلم ہی سالم کی قول صحیح و سالم پر نظر کرنا چاہئی غلام کی قول خطا پر قول خطا پر ہی اعتماد کری جو مجتہد خاطی اور مستند قوم لواطی ہوئی طرفہ تر یہ ہی کہ کسی کذب بمعنی خطا یہان اسقدر تہمتک مد نظر ہی ملازمان کی صحاح اربعہ کلینی اور من لا یحضر اور تہذیب اور استبصار جو باعتراف شیعہ باجمعہم کاذبین بیدین اور ملعونین ائمہ طاہرین کی روایتوںسی مملو اور مشحون ہین اونپر مدار عمل اور اعتقاد ہی کیون صحاح شیعہ اکاذیب پر شامل اور درجۂ اعتبار سی ساقط اور نازل نہین ہوتی ذرا ہشامین اور صاحب الطاق اور میثمی وغیرہ کی حال اپنی کتب رجال مین ملاحظہ ہوئی کہ قطع نظر ارشاد ائمہ ہدی و دعای بد صبح و مسا کہ میثمی عنا الکاذب

ویفتری علینا اهل البیت قاتلهم الله اخزاهم الله باہم انہین تکاذب جاری ہی ابن مسکان کہ دعوی روایت
(یعنے قتل کری و کروا الله ۱۲ — یعنے رسوا کری اونکو الله ۱۲)
حضرت صادق سی کرتا ہی یاران صادق کہتی ہین جہوٹہا ہی ہرگز امام صادق سی اوسکو ملاقات نہین ہوئی ابو العیاش باجماع شیعہ
وضاع اور کذاب ہے ابو بصیر نی خود اپنی کذب کا اقرار کیا باوصف ہذا تخمینا ربع کلینی اوسکی روایت سے منتظم ہی حضرت زرارہ
کہ افقہ اور احکم بلکہ امام اعظم فرقہ ہین ابو عمر کشی کی کتاب مختار مین آپکا سجیہ رضیہ ملاحظہ ہوئی کہ اوسکی حق مین امام کا کیا عقیدہ
تہا اور امام کی حق مین وہ کیا بی ادبی اور کلمۂ نا ملائمہ ادا کرتا تہا کہ کسی نواصب اور خوارج سی متوقع نہین کتاب مذکور مین ہے
حدثنا محمد ابن احمد عن محمد ابن عیسی عن علی ابن الحکم عن بعض خالہ عن ابی عبد الله ع قال دخلت علیہ فقال
متی عہدک بزرارة قال قلت ما رایتہ منذ ایام قال لا تبال وان مرض فلا تعدہ وان مات فلا تشہد جنازتہ
قال قلت زرارة متعجبا مما قال قال نعم زرارة شر من الیہود والنصاری ومن قال ان مع الله ثالث ثلثة یعنی علی ابن حکم
بعض شیوخ کہتی ہین کہ امام صادق نی مجہسی پوچہا کہ زرارہ سی ملاقات ہوتی ہی مینی عرض کیا کہ چند روز ہوئی کہ مینی اوسکو نہین دیکہا
فرمایا اوسکی پروا نکر اگر وہ بیمار ہو اوسکی عیادت کو نجا و اگر مری اوسکی جنازی پر حاضر نہو مینی متعجبانہ عرض کیا کہ آیا زرارہ کی
حق مین یہ ارشاد ہوتا ہی کہ بصلاح ظاہر معلوم ہوتا ہے فرمایا ہان اوسکی ظاہر پر مغرور نہو کہ وہ بدتر ہی یہود و نصاری سی
اور اونہون سی جنہون نی کہا الله کی ساتہہ تیسرا ہی احدثنا محمد ابن مسعود قال حدثنا جبرئیل ابن احمد
الفاریابی قال حدثنا العبیدی ابن محمد ابن عیسی عن یونس عن عبد الرحمن عن ابن مسکان قال سمعت زرارة
یقول رحم الله ابا جعفر و اما جعفر فان فی قلبی علیہ لعنة فقلت لہ ما حمل زرارة علی ہذا قال ان ابا عبد الله
اخرج مخازیہ یعنے ابن مسکان کہتا ہی مینی سنا کہ زرارہ کہتا تہا خدا رحمت کری ابو جعفر کو پر جعفر پس تحقیق میری دل مین اعتقاد ہے
کہ اوسپر لعنت خدا ہی راوی کہتا ہی کہ زرارہ کی اس عداوت کا کیا سبب تہا اسواسطے کہ امام جعفر اوسکی قبایح اور شنایع
بیان فرماتی تہی اور اسیطرح کی اور روایات واہیہ کتاب واہیہ مصنفہ شعشعہ صاحب منتہی الکلام صانہ الله عن شر اللئام مین مذکور ہین
من شاء الاستقصاء فلیرجع الیہا **اقول** یہی اسباب واقع ہوئی کہ بملاحظہ اس قسم تکاذب اور تخالف کی اکثر اہل تشیع مذہب
شیعیت سے رجوع کی چنانچہ شیخ الطائفہ بل مرشد الطائفہ ابو جعفر طوسی اپنی تہذیب مین شیخ مفید نامفید سی استفادہ فرماتا ہے
محصل اوسکا یہ ہی کہ اوسنی کہا کہ ابو الحسن ہارونی اول حال مین شیعہ خالص تہا اور امامت ایمہ کا قایل آخر جب اخبار شیعہ کو
مختلف اور متناقض اور متعارض پایا شیعیت کو چہوڑ کر شافعیت کیجانب رجوع لایا اور اوسکی ساری شاگرد او مستفیدین ہے
شافعی المذہب ہوئی فی الواقع جو کوئی انکی مذہب مین اندک غور کری اور اونکی اختلاف اخبار پر اطلاع پاوی بیقین معلوم
کریگا کہ انکی مذہب ملمع اور مذبذب مین راہ نجات کی مسدود ہی ناچار اس مذہب کو ترک کر کر دوسری مذہب کیطرف رجوع لایگا
و بالجملہ اب ارشاد ہو کہ نافع کی کذب بمعنی خطا سی ملا زمان کو یہ گمان فاسد پیدا ہوا کہ صحاح اہلسنت مین اخبار کاذبہ کا اشتمال لازم آتا ہی
حالانکہ علی الاصح عن المذہب لازم مذہب کا مذہب نہین ہوتا یہان جو کذب حقیقی اور تکاذب تحقیقی سی بناء علی ما صرح بہ ثقات احبار ہم

وافترینا فقدوا اخبارہم فی اسفارہم صحاح شیعہ پایۂ اعتبار سے ساقط اور بے اعتبار ہوئی جاتی ہین اسکی دفعیہ کی تدبیر کیجئی
سخن سازیکی لئی اپنی شہد و نکو بلائی کچہہ دیجئی فادعوا شہداءکم ان کنتم صادقین ۵ ای باد خزان آمدہ
آوردہ نیست ؛ اگر این خار واگر گل ہمہ آزردہ نیست ؛ **قال المجتہد المعزول** وثانیا باینکہ اسناد تکذیب بسائر ناس
کذب محض است چہ اکثر قائلین بحل ازآن از عظمای قدمای ایشان تصدیق او نمودہ اند واکثر تابعین او در تخصیص بودہ کما
سیتضح عنقریب **و بحول اللہ اقول** قول ماقل بعض کو کہ ملا زمان نی قول اکثر قرار دیا کذب محض او افترا پر اجترا ہی کما سیتضح
عنقریب ہذا الا اذاکان ائمہ ہداک اور یہ امر خود ظاہر ہی کہ مراد اکثر سی فرقۂ صحابہ اور تابعین و من بعدہم و غیرہم من
ائمۃ المجتہدین ہی اور جو فعل یا قول کہ اکثر افراد فرقہ یا اکثر اشخاص قوم سی صادر ہوتا ہی اوسکی نسبت اوس فرقہ یا اوس
قوم کیطرف متعارف لغت اور عرف ہی کیا ملا زمان نی کتب عربیہ مین یقتلوا قیم فعلوا کذا قالوا کذا انہین پڑہا
اس ہنگام مین اسناد تکذیب بسائر الناس کہ امام صاحب سے بنسبت نافع واقع ہوئی اصلا کذب اور غیر نافع نہین چہ جائی کہ
محض ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست ؛ و معہذا وہ قول متصح خواہ قول بعض ہو خواہ قول اکثر ہرگاہ اب ظاہر نہین
بلکہ بشہادت جمہور کہ اوسکا محصل اہلسنت کے مذہب کیجانب رجوع کرتا ہی اسوقت تکذیب بسائر الناس یعنی خطای فہم صدق
محض ہوگا نہ کذب محض من بعد صدق کو کذب اور کذب کو صدق سمجھنا ملا زمان ہی کا کام ہی کوئی اس آپکی کذب کو
صدق جانیگا لا حول و لا قوۃ الا باللہ ع این خیال است و محال است و جنون ؛ **قال المجتہد المعزول** وثالثا اینکہ
تکذیب نافع درین روایت نافع برای اہلسنت نیست زیرا کہ آن بیچارہ منفرد دران روایت نبودہ چنانچہ نسائی
بسند خود از یزید ابن رومان و او از عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عمر کہ نبیرۂ عمر ابن خطاب بودہ از پدر مثل ابن عمر روایت
کردہ کہ او مضائقہ نمی نمود از وطی فی الدبر کما فی الدر المنثور و نیز سالم ابن عبد اللہ از ابن عمر مثل نافع روایت کردہ و ہمچنا
ابو حباب مانند نافع از ابن عمر روایت کردہ و سیتضح ذلک فیما یاتی خلاصہ فتوای ابن عمر در اباحت وطی فی الدبر ثابت از نام
افتادہ است کہ درمیان سلف معروف و مشہور بودہ **و بحول اللہ اقول** مخفی نرہی کہ ملا زمان نی عبارت در منثور
کی ترجمہ پر اکتفا کیا اسواسطیکہ تصرف معنوی مقصود ہی عبارت کتاب مذکور کی یہ ہی کہ اخرج النسائی من طریق
یزید ابن رومان عن عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن عمر ان عبد اللہ ابن عمر کان لا یری باسا ان یاتی
الرجل المراۃ فی دبرہا ؛ پس لا یری باسا کا ترجمہ کہ او مضائقہ نمیدید ہی او مضائقہ نمی نمود ارشاد ہوا تا معلوم ہو کہ
ابن عمر اس فعل کی تنہا قائل ہی تہی بلکہ فاعل بہی تہی حالانکہ اس تصرف پر بہی مدافعت ہی اسواسطیکہ برابر گوش گذار ہوتا آیا کہ ابن
عمر کی محاورہ مین فی بمعنی ظرف ہی نہ بمعنی ظرف اگر ملا زمانکو فرایا دخلط نرہی تو یاد دہ کا کیا قصور ہے ۵ خطِ شبابکا
جو ماتہی یہ انکی نسبت سے ٹہیکا ؛ جسکیا سب مین واقف آدمی بتلا ہی یہ ٹہیکا ؛ ہان اگر فرمائین کہ مفہوم من الدبر و الا ہم
اوس مانیمین تابہ النزاع نہہا تو اوسکا دفع یہ ہی کہ اوس مانیمین بعض اشخاص نے القبل من الدبر کی وطی ہی کی تجویز کرتی ہو

لہ یعنی یہ نہین ... سالکیا ... ۱۲

علہ یعنی نسائی ... یزید ابن رومان ... عبید اللہ ... عبد اللہ ... ابن عمر ... ۱۲

اور پھر ابن عمر رض نے نفی باس فرمایا ہو کیونکہ اس احتمال کی استحالہ پر کوئی دلیل قایم نہین اور کیا عجب کہ بعضون نے انصار کی طرح سمجھا ہو کہ عورتکو روبرو پشت پر استانی کیطرح حلال نہین اور تسلیم کہ یہ روایت وطی فی الدبر مین نص ہی لیکن احتمال سابقہ کہ عبد اللہ ابن عمر سے حرمت وطی مذکور مین مذکور ہوئی باعث ہوا اس وطی کا لوطہ صغری اور منافی ایمان سمجھنا ایضاً نصوص قطعیہ ہین انکو یہ روایت زیادہ کی معارض نہوگی اور اسیطرح سالم ابن عبد اللہ کی روایت کو جسمین لفظ العبد واقع ہی یا روایت ابو حباب کو جسمین تخصیص کا ذکر ہی کما مر فیما تقدم اور دونو روایت آیندہ معارض نہین ہوسکتین اسواسطے کہ ان دونو روایت آیندہ مین مثل ماقال نافع واقع ہی اور نافع کا حال باقرار نافع معلوم ہوچکا کہ اونکی یہ نسبت ابن عمر بابت فتوای وطی فی الدبر کذب اعلی کہا پس بر تقدیر یکہ نافع اور نافع کی شرکا کی روایتو مین انکار وطی فی الادبار یا فی الادبار بمعنی من الادبار نہو نافع اور نافع کی شرکا کی تکذیب بمعنی تخطئہ کہ جمہور کی روایات معمولہ مفتی بہا کی مخالف ہی اہلسنت کیلئے نہایت مفید اور نافع ہے اور مجوزین کی مزعوم کو دافع نہ غیر نافع و غیر دافع اور فتوی ابن عمر کا جواز فعل شنیع کی نسبت صحیح مراد آسا اور تکلف عرج ناصح ہو اور دعوای مجرد ادعائی سند ہی اسواسطے کہ علامت فتوی کہ بہ اخذ و بہ یاخذ و علیہ الفتوی و بہ یفتی و علیہ الاعتماد و ہوا وغیرہا ہی کسی روایت مین مذکور ہی اگر ہی تو پیش کرو ولا لعنة اللہ علی الکاذبین نعم الانیس او بئس القرین ہی اب بتامل اور ہجوم اس کا ملاحظہ ہو کہ فتوی ابن عمر کا اباحت وطی فی الدبر مین طشت از بام افتادہ ہی یا کذب جناب کا غوغا بین الانام سنہ ہو چکا ہی اور جیسا کی تر نہین کسیکو اتنا ذکر نہین قال المجتہد المعزول بانند انس بن مالک تصدیق رواة ان تکذیب ہی اذن بیہودہ و سیاقی فیما یاتی و یقول اللہ اقول فیما یاتی کی سیاقی مین کہ در منثور سے منقول ہی لفظ مالک ابن انس ہی نہ انس ابن مالک اگر سہوا یہ قلب پیش آیا ہی علت بدبخت عذر خواہ ایسی غفلت ہون اور علت والد کو ان سے حق تعالی نجات بخشی ع زینچنین بزندگانی مردہ بہ ۔ واگر قصداً اس قلب کی ساتھ قصد متعلق ہوا تو ولد القلب تو نہین کہہ سکتا مگر یہ تو ہی کہ باپ کا بیٹا ہونا علی سبیل الانقلاب ممتنع ہی اللہم الا فی ہذا القوم لا یمتنع الامکان و کیف لا کہ یہ امکان صورت متعہ ہی سو انمین متحقق ہی اسطور پر کہ زید نے مثلاً سفر مین متعہ کیا علوق ہا بعد انقضای مدت حمل خالد پیدا ہوا ہر گاہ ابن حق اب ہی زید خالد کو لیکر راہی ہوا خالد بعد وفات زید جب سن شعور کو پہونچا اتفاقاً اوسی مقام مین آیا اپنی ماکو زن متعہ بنایا سمجھکر متعہ مین لایا اس صورت مین خالد پسر زید پدر زید ٹھہرا اور زید پدر خالد پسر خالد پسر بیٹا اپنی باپ کا باپ ہوا اور باپ اپنی بیٹیکا بیٹا وہل ہذا الا ملعبة الصبیان و مضحکة الثکلان اور ہر گاہ مالک ابن انس متعہ کی قائل نہین بلکہ قائل پر حد تجویز فرماتی ہین اونکا باپ ونکا بیٹا نہین ہوسکتا مجوزین متعہ خصوصاً مالک نام جو شیعہ مین ایک مجتہد گمنام ہی جسکی اشتراک اسم سے صاحب ہدیہ التباس مین پڑا البتہ اسکا باپ وسکا بیٹا اور وسکا بیٹا اسکا باپ ہوسکتا ہی فاعتبروا یا اولی الالباب ان ہذا الشئی عجاب افسوس کہ باوصف اس ظرافت و مطائبہ کی پھر بھی جولاہیگا تیز نہ چلا ۔ مجھ ایسی کی خنجر فولاد آیا ۔ ذبح کرنا بھی تجکو مری جلاد آیا ۔ بالجملہ ملا زمان کی یاتی کی راہ بشرط تصدیق رواة مالک اگر انکی روایت

یعنی فی الدبر کا لفظ ہی وہی بات فی ما سبق اور فیما یاتی کی ترتیب پائیگی کہ فی بمعنی ظرف ہی نہ بمعنی طرف پس اہلسنت کے
مدعا کو روات مالک کی نہ تصدیق منافی ہی نہ تکذیب سیعلمون غدا من الکذاب الاشر اب یہ مناسب ہے کہ متحسرانہ اس شعر کا
مضمون ورد زبان رہے ❀ نہ شستی گرد کین از خاطر یاری بگو ای گریہ کار من چہ کردی ✿ قال المجتہد المعزول
وابن عبد البر المالکی گفتہ الروایۃ عن ابن عمر بہذا المعنی صحیحۃ معروفۃ وعنہ مشہورۃ انتہی وبحول اللہ
اقول مشار الیہ ہذا کا وہی فی الدبر ہی بمعنی طرف نظر فی پس صحیحۃ معروفۃ مشہورۃ سی مقصود یہ معنی ہین نہ وہ جو ان
کہتی کہ مشار الیہ اسکا شان نزول ہے کیونکہ کریمہ نساءکم الآیہ کی شان نزول مین یہی امر مشہور اور معروف ہی کہ یہود اوضاع
مختلفہ اور اشکال جداگانہ وطی پر استہزا کرتی تہی اور قریش جو ان اوضاع اور اشکال کی معتاد تہی ان اوضاع اور اشکال کو
پسند نہ کرتی تہین او سپر اس آیہ نی نزول پایا پس ابن عمر سی یہی معنی مشہور ہین یہ کہا سے معلوم ہوا کہ ابن عمر نی کہا کہ اس
آیہ سی وطی فی الدبر لا بمعنی من الدبر ثابت ہے پس ملازمان کا یہ استدلال خام خیال اور مجرد مخترعات وہمیہ کا مشابہ کالاغوال
❀ ہر انکہ تخم بدی کاشت و چشم نیکی داشت ✿ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست ✿ قال المجتہد المعزول
اخرج ابن راہویہ والدارمی وابو داود وابن جریر وابن المنذر والطبرانی والحاکم وصححہ البیہقی فی
سننہ من طریق مجاہد عن ابن عباس قال ان ابن عمر واللہ یغفر لہ اوہم انما کان ہذا الحی من الانصار الخ
وزاد الطبرانی فی آخرہا قال ابن عباس قال ابن عمر فی دبرہا فاوہم ابن عمر واللہ یغفر لہ انما کان الحدیث علی [illegible]
اقول آخر روایت اخراج ابن راہویہ کا در منثور مین انما کان ہذا الحی من الانصار [illegible] وہم اہل وثن
مع ہذا الحی من الیہود وہم اہل کتاب کانوا یرون لہم فضلا علیہم فی العلم فکانوا یقتدون بکثیر من فعلہم
وکان من امر اہل الکتاب لا یاتون النساء الا علی حرف وذلک استر ما یکون المرأۃ فکان ہذا الحی من الانصار قد اخذوا
بذلک من فعلہم وکان ہذا الحی من قریش یشرحون النساء شرحا ویتلذذون منہن مقبلات ومدبرات
ومستلقیات فلما قدم المہاجرون المدینۃ تزوج رجل منہم امرأۃ من الانصار فذہب یصنع بہا ذلک
فانکرتہ علیہ وقالت انما کنا نؤتی علی حرف فاصنع ذلک والا فاجتنبنی فسری امرہما فبلغ ذلک رسول اللہ
فانزل اللہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم یقول مقبلات ومدبرات بعد ان یکون فی الفرج وانما کانت من قبل دبرہا
فی قبلہا وزاد الطبرانی قال الخ یہی پوری روایت اور محصل معنی اس روایت کی یہ ہین کہ ابن عباس نے بتاکید فرمایا کہ خدا
ابن عمر کو بخشی اوسکی عبارت نے لوگوں کو وہم مین ڈالا بات اتنی تہی کہ انصار مین ایک گروہ بت پرست تہا یہود کی صحبت کے
سبب اکثر رسم اور عادت مین انکی اقتدا کرتا تہا اور یہ یہود اپنی علم اور فضل پر مغرور تہی سوای ایک طور یعنی اتیان فی القبل
من القبل صحبت نکرتی تہی اور کہتی تہی جسقدر زن مستور الحال ہو بہتر ہی انصار انکی صحبت اور مخالطت کی سبب اس
خیال مین گرفتار تہی اور قریش بانحاء مختلفہ مقبلات اور مدبرات اور مستلقیات جماع کرتی تہی جب ان قریش نکہ مدینہ آنیکا

اتفاق ہوا انہین کسی نے ایک زن انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اپنی طور پر پیش آوے انصاریہ نے کہا ہماری یہان ایسی ایک طور
اور معمول نہین اگر یہ طور منظور ہو تو فبہا ورلا دور ہو یہ قصہ پہیلا حضرت تک پہونچا آیۂ نساءکم آیا فرمایا وطی کرو بطور تو جس طرح
چاہو خواہ اونکی رو تمہاری طرف ہو خواہ پشت بشرطیکہ دخول فرج ہی مین ہووے اور وطی پشت کیطرف سے قبل مین تھی اور
طبرانی کی روایت مین اتنا اور ایزاد ہی کہ ابن عباس نے فرمایا کہ ابن عمر اپنی محاورہ مین نے دبرہا بولا گئی اس سبب بعضی لوگونکو وہم پیدا
ہوا خطا اونکو بخشی لفظ حدیث سے طور منصوص تہا کہ وطی فی الدبر حرام ہی یہ ہی ترجمہ پوری روایت کا جسکو ملازمان نے مع الاصل
ترک کیا تا روایت کی نجات کی عبارت کہ یقول مقبلا و مدبرا بعد ان یکون فی الفرج الخ منافی تقریب نہو سو بحمد اللہ بعد نقل روایت
تمام اہل فہم اور ادراک پر واضح ہی کہ یہ منافی مدعا ہی کیونکہ اس روایت کی کس لفظ سے مفہوم ہوتا ہی کہ ابن عمر کی مذہب پر وطی فی الدبر
حلال ہی وہ تو یہ ہی لفظ فی دبرہا کا بولی کہ اوسے بعضی وہم مین پڑے اور یہ امر آخر ہی کہ وطی فی الدبر کے استدلال مین ہرگز ملازمان کے
کام نہین آیا سو اسطیکہ مقصود ملا زمان یہ ہی کہ جناب ابن عمر اور بیشتر علمای پیشین وطی فی الدبر کا فتوی دیتی تہی واین ھذا من تلک
الروایۃ کما لا یخفی علی اہل الدیانۃ واللہ اباس فعل کی صلہ مین سوای نقد کرانبہای اس شعر کی اور کیا پیشکش ہوئے
سخن بشیوۂ جعل و تقیہ بمقوات کبوت آنچہ شنیدہ ہمہ دارند تو تنہا داری ❊ قال المجتہد المغرور اقول جزم بوہم خلاف
جزم نسبت چرا کہ وہم در ہر دو جانب متطرق و احتمال خطا فی الاجتہاد در ہر طرف گنجایش دارد و کیفما کان تجویز ابن عمر ثابت
خواہ بسبب تحقیق و نیز شد خواہ بسبب وہم ابن عمر بزعم خود دلیل ہی نمودہ تا طالب مغفرت الٰہی بودہ باشد پس دعا ابن عباس
بقول غفر اللہ یغفر لہ دعای تحصیل خواہد بود وقال ابن عبد البر الی ایہ عن ابن عمر بھذا المعنی صحیحۃ معروفۃ عنہ
مشہورۃ و یجول ❊ اقول اہلسنت نے نسبت با بن عمر کہان وہم کا جزم کیا کہ خلاف جزم ہوا یہ سارا ملا زمان کی غلط فہمی کا
منشا ہی اسواسطیکہ روایت مذکورۂ بالا کہ اوسکو ملازمان نے الا انی الی آخرہ کہکے ٹالا اوسمین لفظ فاوہم ابن عمر واقع ہی بصیغہ متعدی
من الایہام نہ فوہم بصیغہ لازمی من الوہم اور اس فاوہم کا ترجمہ باین عبارت حوالہ خامہ خدیعت ختامہ ہوا کہ یعنی مجاہد نے
از ابن عباس روایت کردہ کہ او گفت کہ ابن عمر خدا بخشد او را وہم کردہ انتہی پس معلوم نہین کہ یہ خطا و لادی ہی یا تحمیل ہی جہتا ہی
بہر حال اس خطا کی عطا پیشکش ہو چکی زہی طالب مغفرت پس ملاحظہ ہوئی کہ وہ ابن عمر سے منتقل ہو کر کسکی جانب متوجہ ہوتی ہی
کہ اللہ یغفر لھذا المجتہد الخاطی المخطی الذی خطاء خطاء فھو یخطاء فی انہ یخطی اس صورت مین تو ہم و وہم
کہ دونو جانب یعنی ابن عباس اور ابن عمر کیطرف متوہم ہوا تو وہم محض اور محض توہم ہی ہرگز اونکی اجتہاد مین خطا کا احتمال نہین
یہ احتمال ملازمان کی خطا اجتہاد اور فہم کی فساد کیجانب راہ پاتا ہی و بالفرض اگر اونکی وہم کی مقام مین وہم بہی ہوتا تو بہی جانبین مین
توہم و وہم کی گنجایش نہ تہی اسواسطیکہ زیادہ بہترین نیست کہ اس ہنگام مین جناب ابن عمر سے اباحت وطی فی الدبر مفہوم ہوتی وہ
پایۂ اعتبار سے ساقط تہی کیونکہ فریقین مین اعتبار شہرت اور ما اتفق علیہ جمہور الملت معتبر ہی چنانچہ جناب جہلم کب اپنی حدیقہ سلطانیہ
مین باین عبارت تصدیق فرماتی ہین حیث قال کہ و در روایتی از تہذیب آمدہ کہ آنحضرت صلعم رکعت نماز بسبب سہو بجا آورد و ہرگاہ

ملا یعنی خدا بخشی
اس مجتہد خطا وار کو
جو کی خطا مین گرفتار
ہے پس وہ خطا
کرتا ہی اور اونکی
خطا ہوتا ہی ۱۲

مرتبہ آنحضرت را منتبہ ساختند بعد تکبیر دو سجدۂ سہو بجا آورد و فرمود کہ این اثر شیطان میگویند و امثال ہمین روایات مستند
صدوق [illegible] چنین اخبار اگرچہ متعدد است لیکن مخالف مشہور است و معارض آن کہ موافق جمہور است نیز مرویست چنانکہ شیخ
باسناد خود از زرارہ نقل کردہ کہ گفت از حضرت امام باقر ع پرسیدم کہ آیا رسولخدا صلعم سجدۂ سہو بجا آوردہ آنحضرت فرمودند نہ انتہی
بقدر الحاجۃ پس پہلی ملا زمان اپنی گہر کی خبر لین پہر اہلسنت کو الزام دین ؎ حیف ہی ای رافضی بی ہنر ؛ اپنی گہر کی ہی
نہین تجکو خبر ؛ اور یہ جو ارشاد ہوا کیف ماکان تجویز ابن عمر ثابتست الخ پس بملاحظہ لفظ فی دبرہا اصلا تجویز ابن عمر کی ثابت
نہین ہو سکتی وہم نہ بجودت فہم دعوا اس تجویز کا تحکم بحت متولد باکل اموال الناس بالسحت ہے اگر ذرا توفیق فہم عطا فرماوی اگرچہ بعد
ملا زمان اس حکم پر اصرار فرمائینگی الزام لازم غیر متعدی اوٹہائینگی کیونکہ بعینہ باین تقریب یافتہ تحریر ملزم کہیگا کہ بنا بر افادۂ
حدیقہ روایت زرارہ کہ موافق جمہور ہی اور مشہور اگرچہ معارض روایات مستندہ صدوق لقبی کذوب تقیقی ہی لیکن کیفما
کان تجویز صدوق ثابت ہی خواہ بسبب شہرت ہو خواہ بسبب عدم شہرت پہر علاوہ اسکی سر کا [illegible] بہت تحریریہ [illegible]
مثلا خلافت خلفا اور اقتدای جناب مرتضوی پیس اینہا اور تزویج کلثوم بنت حیدر صفدر بجناب امیر المومنین عمر [illegible]
علی لا یخفی کہ باجماع اہلسنت یہ امور باستحقاق اور بلا تقیہ و نفاق اور برضا اور اتفاق واقع تہی اور باجماع شیعہ بغصب
اور نفاق اور اکراہ اور شقاق پیش آئی قائل کہہ سکتا ہی کہ بنا بر علی اعترافکم لیفما کان خلافت ثابت ہوئی خواہ بغصب خواہ بلا غصب اور
جناب شیر خدا انکی اقتدا کی کٹہرہ مین آئی تو سہی خواہ بتقیہ خواہ بغیر تقیہ اور حضرت [illegible] اور بتول اطہر کا [illegible] ہوئی تو
خواہ باکراہ خواہ بی اکراہ اب قطع نظر ان الزامات صریحہ صحیحہ متنقعہ غیر مندفعہ بنا بر علاقہ مصاہرت فیما بین جنابین بدعیان
ولای دودمان خسر الی کو جناب فاروق کی نسبت ناتا رشتہ بہم پہونچانا نہ بتانا ہی کیا ہی فی البدیہہ اسکا جواب فرمائی کہ غیرت کی جا ہے
والا مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد جو اگر کی بدشگونیکو اپنی ناک کاٹیگا و سکی یہی سزا ہی ؎ گر دختر رز عشق مین
یار و نسی لگی ہی ؛ زاہد تو برا مانی تو کیا تیری سگی ہی ؛ اور یہ جو فرمایا کلابن عمر بزعم خود گناہی نمودہ الخ فی الواقع ابن عمر بیگناہ
ہین اسیواسطی طالب مغفرت نہ ہوئی دعوای طلب مغفرت اونپر بہتان ہی کسنی کہا کہ وہ طالب مغفرت ہوئی ہان اونکی محاورہ مین
جو بعضون نی بجبر و سماع توہم پیدا کیا کہ بصورت خطا تہا او سپر ابن عباس نی بدولت طلب مغفرت اللہ یغفر کہ فرمایا بعضون
ابن عمر مطلوب المغفرت ہوئی نہ طالب المغفرت اور معہذا طلب مغفرت لنفسہ ولغیرہ یا توبہ کرنا ضرور کہ بمقابل گناہ یا خطا ہی کی ہووے
خود مصنف حدیقہ سلطانیہ توبہ اور استغفا کی حق مین لکہتا ہی کہ آن تذللی ہست نزد حق تعالی کہ بآن حق تعالی را بلطف
میآورد اگرچہ دران گناہی نباشد چنانچہ در احادیث عامہ و خاصہ وارد شدہ کہ رسولخدا صلعم روزی ہفتاد مرتبہ استغفار میکرد
بیگناہی انتہی پس طلب مغفرت ابن عباس نہ بمقابل معصیت یا غضب ہے بلکہ بمجرد رحمت و شفقت ہے والا سابق جو زرارہ کا قول
مذکور ہوا کہ نسبت بامام باقر رحم اللہ ابا جعفر کہا شیعہ کی طور پر منافی عصمت ہوگا و بعد اللتیا والتی الغرض ابن عمر سی اس
مقدمہ مین خطا ہی واقع ہوتی محل اعتراض نہتہا اسواسطیکہ بنا بر قرارداد اہلسنت ابن عمر ائمہ اطہر کی طرح معصوم نہین کیونکہ

لکھنؤ پر ہو یدا ہی کہ آج تک وہ کتنا اوس کتیا سی پہنسا ہی ہر شب آدینہ اوسکی حسابون کا تک کا مہینہ ہی مرگ کی
کنی در شب آدینہ بکن پ تا یک از صدر نشینان جہنم باشی ؛ غرض اس تفصیل کا اجمال سی افضاح حال ہوا کہ اس قسم کی اعمال شنیعہ
اور اعمال قطیعہ اسی فرقہ مین مروج اور انہین کی کتب معتبرہ مین مندرج ہین اب اگر کوئی اس ستر ہرم سے بچیا اور بسبب اپنی عیب
پوشی کو جناب عمر یا ابن عمر پر تہمت باندہی سفسطی صاف ہی اور دشمن جان انصاف پر اندیشہ ہی کہ ملا زمان و الا باندیشہ انکشاف
امر بعض ان مسئلونکا اگر انکا ذکر سکینگی تو بمصالح شتی ضعیف ہی بتائینگی اس ہنگام مین ارشاد شریف کیفما کان الزمسی الزام
اوٹھائینگی کہ یہ مسائل ضعیف ہی سہی ثابت تو ہوئی فالحمد بسد ٥ بند تہمت سی ہوا شوبہہ منقوہی سکار کا پڑ گیا بہند ا
گکیں ..... قال المجتہد المعزول چہ روایات متعددہ در کتب سنیہ باین مضمون وارد شدہ کہ ابن عباس گفت
جاء عمر الی رسول اللہ صلعم فقال یا رسول اللہ ہلکت قال وما اہلکک قال حولت رحلی اللیلۃ فلم یرد علیہ
شیئا فاوحی الی رسول اللہ صلعم ہذہ الآیۃ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم یقول اقبل واد بر واتق الدبر
والحیضۃ وجول المجیب اقول ملازمان کو بعلت شیخوخت اور کبارت سن اس روایت کے معنی ادا کرنے مین چند جا غلطی کا
اتفاق ہوا ایک یہ کہ حولت کا ترجمہ برگردانیدم فرمایا یہ صحیح ہی لیکن پہر بالضرورت بلفظ یعنی وازگون ساختم اوسی مراد بتایا
یہ صحیح نہی کیونکہ برگردانیدن اور چیز ہی اور وازگون ساختن اور چیز بہار عجم وغیرہ مین موجود ہی کہ وازگون بمعنی سرنگون
ومعکوس است اس مقام مین برگردانیدن کی تفسیر بوازگون ساختن محض بیجا یا جہل مرکب اور جہل بسیط سر تا پا ہی ہندی مین برگردانیدن
پہیر نیکو کہتی ہین اور وازگون ساختن کو اس اولٹ پہیر مین فہم رسا کا پہیر نظر آتا ہی دوسری یہ کہ رحل کی معنی پالان ارشاد
ہوئی حالانکہ پالان جہوا بار بر ہی چنانچہ غیاث اللغات مین ہی پالان پلا سیکہ بر پشت خر اندازند یہ معنی اس مقام مین چسپان نہین
اس جگہ رحل بمعنی کجاوہ ہی برہان مین ہی کہ کجاوہ بالفتح انچہ بر پشت شتر بندند و دو شخص دران مقابل یکدیگر نشینند یہی معنی مناسب مقام
کیونکہ عرف مین کجاوہ کو پہیرنا بولتی ہین نہ پالان کو اور پالان کو ڈالنا اور اوتارنا کہتی ہین نہ کجاوہ کو تیسری یہ کہ یقول کی تفسیر
مین فرمایا راوی کوید حالانکہ یہ مقولہ حضرت ہے فلم یرد شیئا اسپر قرینہ ہی کیونکہ لم یرد سی ظاہر ہی کہ آنحضرت نی حضرت عمر کی عرض
سنکر قبل وحی کچہ نہ فرمایا پہر بعد وحی آئی فرمایا اقبل وادبر واتق الدبر والحیضۃ والا لازم آئیگا کہ قبل وحی اور بعد وحی کا حال یکسان
ہو وہو لا یناسب المقام کما لا یخفی علی ذوی الافہام آپ ملازمان پابند خیال کی یہ استدلال ناتمام ہی اور خیال خام اسواسطے کہ حولت رحلی
کنایہ ہی وطی من الدبر سی نہ وطی فی الدبر سی اور سابق مذکور ہو چکا اور خازن وغیرہ تفاسیر مین بہی مسطور ہی کہ قریش اگرچہ وطی کی باب
مین اوضاع مختلفہ کی عادی تہی پر وضع معتاد اوس قرنی سی تجاوز نکرتی جناب فاروق کہ منجملہ ممتازان او سر آمد قریش ہین آپکو بہی
ایکبار منجملہ اوضاع معلومہ سی اتفاق بہ یک وطی فی القبل من الدبر فرمایا اور ہرگاہ حلت اس فعل کی اسطور پر ہنوز بوحی معلوم نہ تہی اور
یہود ونکا شور تہا کہ ..... میں حرام ہی آپکو بنا بر احتیاط اور بلحاظ خوف وخشیت کہ لازمہ ایمان ہے اندیشہ ہوا کہ مجہسی یہ
فعل ..... کہ کلام الٰہی ہی ..... ہوئی ..... کی حضور مین عرض کرنی لگی یا رسول اللہ ہلکت حضرت بعد دریافت ماجرا ساکت ہے

لو رحمة الله وبرکاته الیس ذلك هو یا رسول الله قال بلی تو مرتضی یعنی حضرت امیر فرماتی ہین کہ ایکدن مین حضرت کی ساتھ مدینہ کے
راستو مین جاتا تھا کہ ایک پیر مرد دراز قامت گھنی داڑھی اللہ سپید ہوا آنحضرتؐ کو سلام کیا پھر میری جانب متوجہ ہوا اور کہا السلام علیک
ای چوتھی خلیفہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ کہکر حضرت سی پوچھنی لگا آیا یہ بات واقعی نہین جو مینی کہی کہ یا رابع الخلفا حضرت نے فرمایا ہان سچ ہی پھر وہ
چلتا ہوا ہرگاہ یہ حدیث صحیح روافض کی مشکت اور ابلغ وجوہ خلافت خلفای ثلثہ کی مثبت تہی اسطور پر کہ قبل خلافت جناب امیر اور بہی تین
شخص اس امر جلیل کی مستحق اور جدیر ہین والا اطلاق رابع الخلفا کا صحیح نہوگا اسکی دفعیہ کیلئی صدوق قم کہ فی الحقیقت کذب وسبوحب اللوم
... ہین نہ ... بعد شرمی کی یہ فقرہ اثر مار رہا ہی کہ فقال علیؑ قلت یا رسول الله ما هذا الذی قال
هذا الشیخ وتصدیقك له قال ... ان الله عز وجل قال فی کتابه انی جاعل فی الارض خلیفة فالخلیفة المجعول
فیها آدم وهو الاول وقال یا داود انا جعلناك خلیفة فی الارض فهو الثانی وقال حکایة عن موسی حین قال لهارون
اخلفنی فی قومی واصلح فهو هارون اذ استخلفه موسی فی قومه وهو الثالث وقال واذان من الله ورسوله الی الناس
یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن الله وعن رسوله وانت وصیی ووزیری وانت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه
لا نبی بعدی فانت رابع الخلفاء کما سمی الشیخ اولا تدری من هو قلت لا قال ذلك اخوك الخضر انتهی یعنی صدوق
کہتا ہی کہ رابع الخلفا کا لفظ سنکر حضرت امیر کو ... پوچھا یا رسول الله یہ کیا بات تہی جو مرد پیر نی کہی اور آپنی اسکی تصدیق
فرمایا حضرت نی ... تو اس ... خلافت منصوصہ قرآنیہ چار ہین آدم اور داؤد اور ہارون کی اور چوتھی تیری اسواسطیکہ حق تعالی
نی فرمایا واذان من الله ورسوله الآیہ پس تو ہی تو مبلغ تہا الله اور رسول کیطرف سے اور تو ہی میرا وصی ہی اور تو میری نسبت ایسا ہے
جیسا ہارون موسی کی نسبت مگر یہ کہ نبوت میری بعد نہین ہی اسی تو چوتہا خلیفہ ٹہرا اور وہ پیر مرد خضر تہا پس الفاظ ان فقرے
صاف وضع اور الحاقیت پیدا ہی اسواسطیکہ حاصل اس فقرہ ملحقہ کا یہ ہی کہ خلافت منصوصہ کلام الٰہیہ چار ہی اور چار می خلافت
حضرت امیر کی اور کتاب کشف الیقین اور طرائف شیعہ سی ایسا واضح ہوتا ہی کہ خلافت منصوصہ کلام الٰہیہ تین ہی بعد حضرت آدم
اور حضرت داؤد کی اور تیسری حضرت امیر کی بدلیل کریمۂ عظیمہ وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی
لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون اس تقدیر پر بموجب طرفہ طرائف راہ تاویل رابع الخلفا مسدود ہے
اور بحکم مضمون عین براہ تسویل ثالث الخلفا نا بود بنا بر علیہذا جناب امیر جیسی خلیفہ اول اور ثانی نہین ویسا ہی خلیفہ ثالث اور رابع بہی نہین
ہو سکتی فاعتبروا یا اولی الابصار ان ہذا لشی یدمغ الاشرار ومعہذا صحت عبارت ملحقہ موقوف ہے تبلیغ اور وصایت ومنزلت
ہارونی کی تسلیم پر حالانکہ یہ تینون امور غیر واقعی ہین اول اسواسطیکہ یوم الحج الاکبر مبلغ من الله من الرسول بالاصالت جناب
ابوبکر تہی نہ حضرت امیر ہان بعد روانگی حضرت ابوبکر براہ سورہ براۃ مشتمل بر بیان نقض عہد مشرکین نازل ہوا بالتبعیت جناب امیر مبلغ
ہوئی جناب ابوبکر نی پوچہا امیر انت ام مامور حضرت امیر نی فرمایا بل انا مامور اور آپکی ہاتھ سورۂ براۃ بھیجی اور ... مناسب نہین

بیمقال اور مجھ سے گفتگو ہین کہ وہ لطف و نکی تلی رہتی تہی اور لعنوں کی دروازی کہلی ہے بابہم مفتوحۃ للداخلین برجلہم مرفوعۃ للطغاۃ المین فی استقفائی
مجتہدانہ اونکی کسی کی افادونسی ہین اگر پاس ناموس اور پاس مجوس نہوتا جمعاً لاغواء الانام وطمعاً فی الجاہ والاکرام فقیر تو یہی کہتا کہ یہ
حرکات نسوان نتیجہ برکات ملازمان ہے آستن کالا بقولکم النبیہ الولد سر لابیہ اگر کسی دریدہ دہن کی مقابلہ مین آپکا فقیر کو
یاد فرمائینگا اسطرحکا گرا اور پر بیداد کروگی یہ یاد رہی ہمکو بہت یاد کروگی حاشیہ قاموس کہان ہے دکہائیے اس بہتان آمیختہ
شیطان کا نشان بتائیے نواب معتمد الدولہ کی حضور مین جناب کا فرانلی نی اس قسم کی دیوانگی اور ہرزہ چانگی کا دعوا کیا تہا آخر
بمواجہہ بعض علمای اہلسنت حاشیہ مذکورہ نہ لائی نواب ممدوح کی خطاب مین آپکی ملازمان شرمسار [illegible]
حضمین [illegible] ہین ولیس ہذا اول بیضۃ الشیعۃ کسرت تحت اقدام اہل السنۃ آپ پر موقوف کیا جناب کب
بہی اس قسم کی باتین بنایا نیز اپنی حدیقۂ شیطانیہ مین لکہتی ہین باین عبارت کہ امام در حکم پیغمبر است و ہمہ این احکام بہ تعرض نکرد و اہانت
وآنچہ باوصف آنکہ برات بنی امام از آن مستغنی عن البیان است تعریض است بثانی الشیخین انتہی بعبارتہ الملعونۃ علیہ وعلیہا غرض یہی
تدبیر گوشی اپنی اور اپنی اولاد کی عیب پوشی ہی ہے جسپر تا کہ کوئی رئیس ضعف مزاج میری ملاقات [illegible] نہین ٹہراتا ہے کوئی تی
سفارش نہین کرتا افسوس لوگ ہین [illegible] صورت بینا کیسئی وبالجملہ تحقیق مقام یہ ہی کہ جسبات کا اشارہ ملازمان نے تکفیر مین فرمایا
اوسیکی مشابہ معاذ اللہ نسبت بجناب مرتضوی عبد الحمید ناصبی مغربی وغیرہ کی کتب اور رسائل مین موجود ہے اگر [illegible] نے
علی ارغم رفض ان [illegible] کی نسبت بجناب امیر ہتایا اور روافض نے علی ارغم نواصب ان [illegible] کی صحابہ [illegible] فاروق [illegible] اہلسنت کی
نزدیک یہ دونو بزرگ ذی عزت اور صاحب شرف ہین اور وہ دونو گروہ مورد لعنت ہین حرف سے ناصبی سے غرض رافضی اس مطلب پر شیعی سے غرض خارجی سے مطلب
چولہی [illegible] بہار مین جاوین یہ جرح پنچ و چہار کیا کسی سے مطلب قال المجتہد المعزول اما تہیدنا و تحویل [illegible] بحمل آن بر دخول فی القبل من
قبل الدبر پس این تاویل علیل پیش نمیرود و این توجیہ غیر وجیہ است نمی آید بدو وجہ یکی آنکہ خلافت پناہ اگر چنین حرکتی مینمود و از پیش
توجہ میفرمود نمیفرمود کہ ہلکت چہ بقدر خدا نخواستہ جاہل نبود کہ حرکت پیشین را از پسین باعث ہلاک خود شمرد حاشا وکلا شان خلافت
نشان ارفع از آن بود کہ تردی در آن مینمود چہ گنجایش پس و پیش و اندیشہ ہلاک در خصوص دخول در موضع مخصوص نبود اگر جای تردد
بود در جای غیر مخصوص بدخول بعد دعو بحول اللہ اقول بنابر تصریحات اہلسنت جو لت رحلی کی تحقیق حقیقی اور ہلکت کی وجہ وجیہ
سابق واضح اور لائح ہوئی کہ اس قسم کی احتیاط کمال ایمان کا نشان ہے گو قبل وقوف حقیقت حال کہ بنا بر اعتقاد اہلسنت جناب فاروق
کو نہ علم ماکان تہا نہ علم مایکون بسبب شہرت ہوا کہ اس فعل اتیان النساء من الادبار کو کلام الہی سے اضطرار ممنوع بتاتی تہی اندیشہ
پیدا ہوا حضرت کی حضور مین چلی آئی تحقیق آئی کہ مبادا مجہسے خلاف فرمان الہی تو صدور نہ پایا آخر بعد وقوع ما وقع جب [illegible] کی غلطی ثابت ہوئے
دلکو اطمینان آیا یہ جای تحسین اور آفرین ہی نہ مقام توہین اور تہجین جناب سابق الاوصاف ملازمان [illegible] تساف کیطرح گرفتار حرص
مرا و مبتلای بلای اجتہاد دنی نتہی کہ باوصف وضوح مراد نصوص جلیہ خدا اور رسول سی نہین [illegible] تعصبی [illegible] کسری
باندیشہ مضحکۂ اطفال اہلسنت بلیچی کہاتی ہین کبیر کی اولٹو انسی گاتی ہین اختر [illegible] بار بالعار مرض [illegible] طالبی مین گرفتار ہین اور طمع [illegible]

ابن کعب القرظی فجاءہ رجل فقال ما تقول فی اتیان المراۃ فی دبرها فقال هذا شیخ من قریش فسئله یعنی عبد الله بن علی بن سائب فقال قذر ولو کان حلالا و از انجملہ است محمد ابن منکدر کہ قائل بآن بلکہ فاعل آن بودہ اخرج ابن جریر عن الدراوردی قال قیل لزید ابن اسلم ان محمد ابن منکدر ینهی عن اتیان النساء فی ادبارهن فقال زید اشهد علی محمد لاخبرنی انه یفعل **و بحول الله اقول** قوله فقال قذر ولو کان حلالا کے یہ معنی ہیں کہ علی تقدیر الحلال نجس فکیف بعد الحرام یعنی بر تقدیری کہ اس فعل کی حلت ثابت ہوئی نجس ہی پھر ہرگاہ اسکی حرمت بکتاب خدا اور حدیث مصطفے اور آثار اصحاب کبار اور اخبار فقہای نامدار پایہ ثبوت کو پہونچی کیونکر یہ فعل نجس اور فاعل کو گندہ اور متنجس کر یگا اور اس قسم کے سخن بعض اخبار ائمہ اطہار میں موجود ہیں منها ما قاله المامون للرضا ع اخبرنی عن قول الله عز وجل و لقد همت به و هم بها لولا ان رای برهان ربه فقال ع لقد همت به ولولا ان رای برهان ربه لهم بها کما همت به لکنه کان معصوما والمعصوم لا یهم بذنب ولا یاتیه فقال المامون لله درك یا ابا الحسن محصل مضمون بنا بر ترجمہ ابن خاتون یہ ہے کہ مامون نے بسبیل سوال آیات الی امام رضا سے کہا کہ مرتبہ نبوت اور منصب عصمت میلان عصیان کچھ نہیں چاہتا باوجود اسکی آیہ لقد همت الخ اسپر گواہ ہے آپنے فرمایا اس آیہ کی معنی یہ ہیں کہ زلیخا نے حضرت یوسف سے مخالطت کا قصد کیا اگر یوسف کو مشاہدہ برہان الہی کا کہ عبارت نور نبوت اور لمعہ عصمت سے ہی نہوتا بیشک مخالطہ ہو چکی تھی اور زلیخا بیجانب جھکی تھی لیکن ہرگاہ آپ کو مرتبہ عصمت کا حاصل تھا اور معصوم معصیت سے کا ارتکاب نہیں کرتا مخالطت واقع نہوئی مامون نے کہا ابو الحسن آپکو حق تعالی جزای خیر عنایت فرماوی پس معلوم ہوا کہ یہ کریمہ قضیہ شرطیہ کی حکم میں ہی کہ محصل اوسکا قیاس استثنائی کیطرف رجوع کرتا ہی فافهم وانطبق الحال علی ما لم تکن تعلم اور ابن منکدر کی روایت میں انه یفعل کا لفظ بر تقدیر صحت درایت دو معنی کو محتمل ہی ایک یہ کہ انہ کی ضمیر اتیان النساء کیطرف راجع ہوا اور یفعل کو بصیغہ مجہول پڑھیں دوسری یہ کہ انہ کی ضمیر ابن منکدر کی جانب پھری اور یفعل کو بصیغہ معروف کہئی بر تقدیر اول تقریب ناتمام ہی اسواسطیکہ مدعا ملازمان یہ ہی کہ ابن منکدر قائل اور فاعل تھا اس صورت میں قائل اور فاعل نہ ٹھہرا غایۃ الامر غیروں کیطرف یہ نسبت ثابت ٹھہرتی ہی پس جائز ہی کہ وہ غیر روافض ہوں بدلیل صیغۃ التمریض ہو مطلوب العریض اور بر تقدیر ثانی گو ملازمان کی تقریب تام ہی اسواسطیکہ اس ہنگام میں ابن منکدر قائل اور فاعل ... جائز ہی کہ اوسکا یہ قول اور فعل اول ہو ہرگاہ اس فعل کی کدورت سے آگاہ اور تحقیق کی راہ ہو صفائی کیطرف رجوع لایا لفظ اخبرنی بصیغہ ماضی اس مدعا پر قاضی ہی معہذا اہلسنت ابن منکدر کی متابعت اور مقلد نہیں کہ اونپر یہ الزام مناسب مقام ہوئی غایۃ الامر کہ شخص من الاشخاص ہے پس اوسکی روایت گو اوسکی اتحاد قول فعل پر دلالت کری روایات اجلہ صحابہ و مجتہدین کے مقابل میں کیا نسبت ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس ایسی شخص کی قول و فعل سی اہلسنت کا قصد الزام کرنا خالی خطا سے نہیں ہے تعمیم موقوف نہیں ہو سکتا ہی ہرا کہ ... بھی انسے کوئی سہو و خطا سی خالی **قال المجتهد المعزول** و از انجملہ است عبد الرحمن ابن قاسم کہ سیاتی فی آخر الرسالۃ و از انجملہ است ابن ابی ملیکہ کہ بآن قول قائل و بآن مسلک مائل بل آنفعل را فاعل بودہ در تفسیر مذکور مر بور است اخرج ابن جریر عن ابن ابی ملیکۃ انه سئل عن اتیان المراۃ فی دبرها فقال قد اردته من جاریۃ لی البارحۃ فاعتاص

علی الآن فاستعنت بدهن وفضیحتاه چه بیحیائی وبی شرمی است که ارتکاب فعل را در مقام فتخار بیان میسازد ودیگر از اجماع الیه اق غ
قائل غیب بمی نمود در ذکر ضعف قوة باهیه هم باکی نمی نماید این همه دلالت بر عدم کراهت آن فعل دارد وبحمد الله کسی از علمای فرقه
حقه باباحت بلا کراهت قائل نشده چه جای ارتکاب امر مکروه والعیاذ بالله ع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا وبحول الله
اقول جواب عبد الرحمن بن قاسم کی قول کا سا تهه غلطی ومن لفظ کی جو بلا زمان سے جهلًا یا تجاہلًا وقوع مین آئی آخر رساله مین کوریگا
خاطر جمع رہے اور جواب فعل ابن ملیکه کا اس مقام مین یه ہے که یه روایت کسی فضی کا افترا ہی بعض نسخ کهنه تفسیر مین مذکور نہین اور بر تقدیر تسلیم اولًا
مذکور ہوا که در منثور کی اکثر روایت مسکلم او منظور فیها ہین صاحب تحفه قدس سره فرماتی ہین که مصنفین بیشتر کتب التزام صحت جمیع ما فیها
نکرده اند بلکه بطریق بیاض رطب ویابس در ان جمع نموده اند محتاج بنظر ثانی گذاشته اند اردبیلی صاحب کشف غمه وحلی جامع الغین بیچ
قبیل کتب وعترد فتر نقل کنند برعم خود گوا از میدان می برند ابن طاؤس نیز در موافقات خود از همین جنس خروار ها پر کرده وباعتقاد خود اہلسنت را
الزام داده اور ثانیا ابن ملیکه اہلسنت کا مقتدا یا مجتهد نہین که اوسکا فعل انکی حق مین حجت لازمه ہو اقوال افعال احوال مجتهدین او مقتدا ئیهم مین
کلام ہی ہرگز خیال مین نہین آتا که وا فضیحتاه ابن ملیکه کی نسبت کس راه سی استعمال پایا اگر اس سبب سے ہی که وه بسبب ارتکاب وطی فی الدبر موجب بیحیائی
اور بیشرمی ہی تو اول امام جعفر اور امام رضا کیجانب سے جواب ارشاد ہوکر صدور موثق کی ورق استبصار ابو جعفر طوسی شیخ الطائفہ سے
منقول ہوئی که یه دونو امام عالیمقام اس فعل کی قائل اور فاعل تهی سائل سی اندیشه مضمحه تقیه انکا ملیکه مین بس فعل کو نہین کرتا
وا آلا در پرده اس وا فضیحتاه کو معاذ الله اونکی جانب رجوع فرمانا ہے مگر اس راه سی ہی که شهوت استعانت بروغن کیا تو اس قسم کی فضیحت
بوسه فرج کراہیه سی ماثور ہی او شاید باین بهانه اور دروغ فسانه ہو نهیں تهوک لگانا منظور ہو مشترک ہی ابن ملیکه تنها مورد ملامت نہین
بلکه اوسکا فعل تو اعد طبیه سے ماخوذ ہی که عند الجماع پہلی واطی موطوئه کو ملاعبت مین لاوی صدرا ور ند یین کو گدگداوی جب جانی که عورت
کی طبیعت مشتاق ہوئی تب بے استعانت خواه باستعانت لعاب دهن یا دهن دخول فرمائی پس ابو جعفر الخ او شیعه معتقدین کی نزدیک قبل اور دبر دونو محل
جماع ہین اگر انکی تاسی اور تقلید سی وه آداب قبل کی دبر مین بجالایا اور برغم اہلسنت انکی آتش شهوت کو بجهایا وا فضیحتاه کا محل کیا ہی وه جماع
خود ناقل تها که جب مین صحل کا ہی عاجز آیا ملازمان نے لعاب غلیظ عنایت فرمایا او فعل اکثر او کذا ابتلا یا پس کسی گاه بحکم تلذذ فعل معلوم
مذموم نه ٹهرا جیسا لکهنو مین مشاهد ہی که ساری قوم شیعه معتاد بعمل بدبر وغن گل یا روغن بادام او سمین داخل ہوتا ہی انکی نزدیک باعث عیب نہین
بر تقدیر صحت روایت وحلت فعل معلوم اگر اوس بیچاری شهوت کی ماری سے یه بات وقوع پائی جائی فضیحت او محل مضحکه نہین اکثر کم باه او ضعیف
شهوت او بیشتر ضعفا حریص مباشرت کو ایسا ہی اتفاق پیش آتا ہی جائز ہی که وه بیچارا ہوس کا مارا ہمسن او ہمین بلا زمان
مسن ہو اگر بتعلیم شریف یون او سنی اپنا کام نکالا طعن مشترک ہی او طاعن گرفتار جلکه اپنی ٹینٹر کو نه دیکهنا اور کی پهلی عیب دینا
بکمال جرأت ہے ع اینکار از تو آید ومردان چنین کنند پس غرض اس عریضه کو بغور ملاحظه فرمائی اندیشه قلاع تیر عرض کیا خدا کی فضل سی فهمیا
ہین سمجه جائی سه سرهانی یار کی رکهدینا جیبکی سی تها صید پر کبهی تو گذر ریگا او شوخ کی نظر سی خط قال المجتهد المعترض
واز انجمله است مالک ابن انس امام سنیان ومجتهد ایشان که قائل آن مقول بن فاعل مفعول لهم بوده در تفسیر در منثور

اخرج النسائی والطحاوی وابن جریر والدارقطنی من طریق عبد الرحمن بن القاسم عن مالک بن انس انه قیل له یا ابا عبد الله ان الناس یروون عن سالم ابن عبد الله انه قال کذب العبد او العلج علی ابی فقال مالک اشهد علی یزید ابن رومان انه اخبرنی عن سالم ابن عبد الله عن ابن عمر مثل ما قال نافع فقیل له قال الحارث بن یعقوب عن ابی الحباب سعید ابن یسار انه سال ابن عمر فقال یا ابا عبد الرحمن انا نشتری الجواری فنحمض لهن قال وما التحمیض فذکر الدبر فقال ابن عمر او یفعل ذلک مومن او قال مسلم فقال مالک اشهد علی ربیعة لاخبرنی عن ابی حباب عن ابن عمر مثل ما قال نافع قال الدارقطنی هذا محفوظ عن مالک صحیح داین کلام صریح است در تصدیق نافع و نافع است در تجویز آن و دال بر تکذیب مکذب نافع وهو انفع ویحول الله قول تفسیر مذکور میں لا یفعل ذلک کے جگہہ ایفعل ذلک مذکور ہی بطریق استفہام انکاری ہر چند دونو عبارت سے مدعای انکار حاصل ہی پر استفہام میں تاکید انکار ابلغ ہی ایسا سطی ملا زمانی اس تصرف و تحریف کو جائز رکھا بہرحال اس روایت سے تفسیر معتانی اور مفعولہ ملا زمانی نسبت بمالک ابن انس اصلا ثابت نہیں بلکہ قول مالک کا سالم اور ابو حباب کے تائید کر رہا ہی ایسا جیسا کہ مالک مثل ما قال نافع فرمایا اور اسقدر سیاق سے پیدا ہے کہ نافع علی رؤس الاشہاد تحاشی کرچکا کہ لوگوں نے مجہہ افترا کیا یعنی ہرگز نہیں کہا کہ ابن عمر وطی فی الدبر کی قائل تہی ہاں انہوں نے اوسکی اباحت کا فتوی دیا او سالم اور ابو حباب سے وطی فی الدبر اور تحمیض کی حرمت سابق منقول ہے پس مراد مثل ما قال نافع سی یہ ہے کہ جیسا نافع اس فعل کی حرمت کا راوی ہے ویسا ہی سالم اور ابو حباب اسکی راوی ہیں پس مالک کا ارشاد مفعولہ ملا زمانی کی حرمت کا موید ٹہرا نہ حلت کا شاید اسیکو دارقطنی نی کہا هذا محفوظ عن مالک صحیح دلیل اسد عوی کی قسطلانی شرح بخاری میں بطریق ... اسکے کہ بنا بر نفی توہم کلام سابق آتا ہی موجود ہے لکن روی الخطیب عن مالک من طریق اسرائیل بن روح قال سالت مالکا عن ذلک فقال ما انتم الا قوم عرب هل یکون الحرث الا فی موضع الزرع لا تعد الفرج قلت یا ابا عبد الله انهم یقولون انک تقول ذلک قال یکذبون علی یعنی راوی کہتا ہی میں نے مالک سے وطی فی الدبر کا مسئلہ پوچہا فرمایا تم مردی زبان عرب ہو یہی باتیں سوچتے ہیں اتنا نہیں سمجہتے کہ حرث بھی غیر موضع زرع میں ہوتا ہے خبردار فرج سے تجاوز نکرو راوی کہتا ہے پھر میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس فعل کے قائل ہیں فرمایا مجہپر ان لوگوں نے جھوٹ بلاندہ رکہا ہی میں ہرگز قائل نہیں پھر اسی قسطلانی میں ہے کہ نقل عن ابن وهب انه قال سالت مالکا فقلت حکوا عنک انک تراه قال معاذ الله وتلا نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم وقال لا یکون الحرث الا موضع الزرع یعنی ابن وہب کہتا ہے کہ میں نے مالک سے پوچہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ وطی فی الدبر کو روا رکہتے ہیں فرمایا معاذ الله پھر آیہ نساؤکم الآیة کو پڑہا اور فرمایا کہ حرث غیر موضع زرع میں نہیں ہوتا تعجب ہے کہ باوجود دعوی ورق گردانی اور سبق خوانی قسطلانی دیدہ و دبر بین سے یہ روایت رہگئی اس کا نتیجہ ان ہی سے وهو فی الآخرة اعمی منکران لقا کہ دیدار الہی سے محجوب رہینگی کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون اگر اس روایت سے بھی محجوب ہوں کیا عجب ناقہمی ہی پردہ ہے دیدار کیلئے ورنہ کوئی حجاب نہیں بار کیلئے وبالجملہ بموجب روایات صحیحہ اور درایات فصیحہ کے کلمات محکمات کی حکم میں ہیں ارشاد ہو کہ مالک قائل یا فاعل اس فعل کی کہان ٹہری اگر کسی مفعولہ مقبولہ سے ملا زمانی کو اس مقولہ کی سند پہونچی بسبب تقدم زمانہ بھی نامسموع ہی اس کلام میں نافع کی تصدیق یا تکذیب کی قول پر لازم آتی ہی اور اسکی حق میں نافع اور اسکی نسبت ضار ہی ظاہرا

پاسداری اور حق گذاری نافع کی اگر اس جہت سے ہی کہ نافع مرادف لفظ مفید ہے اور یہ مقتدای قوم عنید ملقب شیخ مفید با اوج شاید اس فعل کا قائل ہیچ سراسر نامفید اور غیر نافع واقع ہی بلکہ شر اور اضر فافہم ولا تکن من المستعجلین ان الاستعجال من امر الشیاطین عجلت کار شیاطین بود قال المجتہد المغرور و قسطلانی در شرح صحیح بخاری آوردہ و قد نقل اباحۃ ذلک عن جماعۃ من السلف لہذہ الاحادیث و لظاہر الآیۃ و نسبہ ابن شعبان الی کثیر من الصحابۃ والتابعین والی الامام مالک فی روایات کثیرۃ قال ابو بکر الجصاص فی احکام القرآن له المشہور عن مالک اباحتہ و اصحابہ ینفون عنہ ہذہ المقالۃ لقبحہا و شناعتہا و ہی عندہ اشہر من ان یندفع و ینفیہم عنہ انتہی و بحول اللہ اقول جبکہ مجتہد ہو کر اس قسم انتہاب و انتحال کی راہ پر سلوک فرماتے ہین قسطلانی مین یہ روایت نفی اور رد کی انہی نقول سے اخذ او قبول کیا ہی اسواسطیکہ کتاب مذکور مین لفظ انتہی کی بعد متصلا لکن روی الخطیب عن مالک الی آخر ما نقلناہ ہنالک مذکور ہی کہ بلفظ لکن جصاص کی قول کو مستدرک کر رہا ہی ان بعد یہ بہی فرمارہا ہے کہ قال بعض المالکیۃ ان ناقل اباحتہ عن مالک کاذب مفتر یعنی مالک سے وطی فی الدبر کا جواز نقل کیا دروغ باز اور افترا پرداز ہی پہر چند سطر کی بعد بیان کیا کہ انما نسب ہذا الی کتاب السر وہو کتاب مجہول لا یعتمد علیہ قال القرطبی و مالک اجل من ان یکون لہ کتاب السر یعنی جن لوگون نے کہ وطی فی الدبر تجویز مالک ٹہرایا وہ حوالہ دیتے ہین کہ اس مسئلہ کو مالک نے اپنی کتاب السر مین لکہا حالانکہ کتاب السر کتاب مجہول ہے او سپر اعتماد نہین ہوسکتا بلکہ قرطبی نے تصریح کی کہ مالک بر تر ہی اسی کہ کتاب السر اوسکی کتاب ہو غرض حق یہ ہے کہ اس قسم کی مہملات قدمائیہ او رنجند عبیلا سواطیکہ قسطلانیہ میں آپنی آنکہون سے دیکہی ہین کہ اصل بات کو عنبر بود اور پریشان مثل تار بود کر کر قصد الزام کا فرماتے ہین اسی کیا ہوتا ہے ایک عالم کو ڈباتوی دیا بحر شک و جہل سے ہم تو تہی تجکو تو سمندر نکلا قال المجتہد المغرور واین عبارت مفید فوائد ثلثہ است اول اینکہ اکثری از صحابہ و تابعین از اسلاف اہل سنت قائل با باحت و جواز فعل مذکور بودہ اند و بحول اللہ اقول ایہا المجتہد یہی مستفاد ہین فقرہ و قد نقل اباحۃ ذلک الخ سے ہی اور قسطلانی نے نقل کیا کہ یہ نقل مستدرک اور منتفی ہی پس ہرگاہ مستفاد عنہ مستدرک نہ ہوا مفاد بطریق اولی مستدرک ہے اسمین تہتک اور تکرار اور تحکم اور اصرار ایسا ہے جیسا پیر بخارا کی شہد و بوی مشاہدہ ہوا کہ مار پر مار پڑرہی ہے پہر بتقاضای غیرت کہی جاتی ہین کہ نتوانا اور قطع نظر اس استدراک کی فی نفسہ یہ تینون فائدی بیقاعدی ہین اول اسواسطیکہ قسطلانی مین نسبہ ابن شعبان کا لفظ واقع ہی اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کی نسبت کسی جانب او چیز ہی اور اوس شخص سے وقعیت اور نفس الامر کا ثبوت او چیز ان مواقع مین نسبت کا لفظ عدم صحت پر دلالت کرتا ہی نظیرہ ما فی مصائب النواصب ما نسب الی الشیعۃ من قولہم بوقوع التغیر فی القرآن لیس مما قال بہ جمہور الامامیۃ الی آخر ما نقلتہ سابقا اور دلیل اس نسبت بمعنی عدم الصحت کی یہ ہے کہ اکثر کیا تمام صحابہ اور تابعین و سائر فقہا اور مجتہدین سے ثابت ہو تا آیا کہ یہ فعل اہلسنت کے نزدیک حرام ہی اور ابتدای ظہور تہذیب و غیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب مین یہ فعل حلال ہے ان بعد جو کوئی اہلسنت سے حلت نقل کرے منقول عنہ حقیقت مین سنی نہین چہپا ہی ہی کہ اندر و فض مین داخل ہی کہ بعض رفضی بتقیہ اہلسنت کے مذہب مین متمذہب ہو کر اس قسم کا خداع اور تلبیس او تلمع اور تدلیس ملحوظ رکہتے ہین

ناطق ہین کہ ابن صحیح نامی شیعی نی تمام عمر بتقیہ اور تزویر اہلسنت مین بسر کی تا آنکہ معتمد علیہ ہوا کمبختی کا مارا جب آخر عمر مین کچھ حدیثین
اپنی مذہب باطل کی موافق روایات کرنی لگا من ذلک ما رواہ عن بریدۃ مرفوعًا ان علیًا ولیکم بعدی کہل گیا پہر رافضی
ہی اسیطرح محمد شاہ بادشاہ کی وقت دو شخص شیعی ہندوستان اور آغا ابراہیم بن علی شاہ صفوی اصفہان مین اہلسنت کے کتب مین
تصرف اور الحاق کرکی خوشخط لکہاتی تہی مطلاً اور مذہّب بناتی تہی رہگذر مین بقیمت ارزان معرض بیع مین لاتی تہی جب علما کو ظاہر ہوا
وہ مختفی ہوئی ایسی شان پر گمان جاتا ہے کہ ابن شعبان مجہول المسمّی الشان شاید شیعی ہو کہ اہلسنت کے تغلیط کو بجای کثیر من الائمۃ
والمتشیعین کثیر من الصحابۃ والتابعین کہہ گیا کیونکہ تبرا اور تکفیر خصوصا تہذیب و استبصار سے آشکار ہو چکا کہ
یہی بزرگوار قائل اور فاعل کار ہوتی آئی نہ صحابہ و تابعین اخیار والاستدراک قسطلانی کی کیا معنی خدا کی پناہ ملازمان کس کس اوٹ مین
آتی ہین پہر بہی مفر نہین پاتی ہین ۹۵ تم کو مجہسی گریز اور مین کرون تمسی نباہ؛ احجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ؛ **قال المجتہد**
المنزول دوم آنکہ احادیث متکثرہ مذکورہ و ظاہر آیہ کریمہ دلالت بر اباحت وارد و احادیث تحریم برخلاف ظاہر آیۃ دلالت دارد
و عمل بر روایتیکہ معاضد بظواہر آیات قرآنیہ باشد مقدم بر روایات مخالفہ آنست و ظاہر است کہ کلمہ انّٰی موضوع برای مکان است قال اللہ
تبارک و تعالی انّٰی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنی از کدام جا است ترا این رزق مریم بجواب آن گفت این رزق از خدا است
و لفظ انّٰی شئتم دلالت بر تعدد دارد پس معنی فاتوا حرثکم انّٰی شئتم آنست کہ بیائید زنان خود را بہر جائی و ہر موضعیکہ خواستہ باشید
اگر میفرمود کیف شئتم البتہ دلالت بر تخییر در اوضاع اتیان مراد می بود و چون انّٰی شئتم فرمودہ مراد از ان تخییر در موضع اتیان
بودہ باشد چہ فرق درمیان انّٰی و کیف ظاہر است وانّٰی بمعنی من این آمدہ من دون ذلک و چون اطلاق حرث مجازًا بنابر ادنی ملابست در کریمہ
نساءکم حرث لکم واقع شدہ پس مراد از فاتوا حرثکم انّٰی شئتم چنین باشد کہ فاتوا نساءکم انّٰی شئتم پس دلالت بر تعیین موضع حرث
ندارد بلکہ لفظ انّٰی دلیل بر تخییر و تعدد مواضع دارد بلی اگر میفرمود ارحام نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم تعیین موضع حرث شد لیکن انّٰی
شئتم در آن بی محل می شد بلکہ محل کیف شئتم بودہ و لیس فلیس و مجرد تشبیہ را ادنی مشابہت و ملابست کافی میشود چنانچہ تشبیہ صحابہ بزرع در
کریمہ کزرع اخرج شطأہ الخ وارد گردیدہ و بنابر تمثیل با ادنی ملابست فرمودہ ہن لباس لکم وانتم لباس لہن و تشبیہ
من کل الوجوہ بیوجہ است کما لا یخفی ۹۳ **و بحول اللہ اقول** احادیث متکثرہ اور ظاہر کریمہ کا فعل معلوم کی حرمت پر دلالت کرنا
ظاہر ہی تا اباحت بکمامر و سیاتی پس حکم ملازمان کہ عمل بر روایتیکہ معاضد الخ موید اہلسنت ہے نہ معاضد شیعہ اہل ضد بت و العجب
کل العجب و الحیرۃ علی الحیرۃ من ذاہب الی ہذا المذہب کہ اس مطلب مین روایات معاضدہ بظواہر آیات قرآنیہ کو روایات مخالفہ بظواہر آیات
قرآنیہ پر مقدم فرمایا اور روایات مسح پا اور غسل ید من المرافق کما ہو المعمول المشہور اور طہارت خمر اور خنزیر اور اتخاذ دلو من جلد الخنزیر
ما فی من لا یحضرہ الفقیہ سئل ابی جعفر و ابی عبد اللہ فقیل لہما انا نشتری ثیابا اصابہ الخمر و ودک الخنزیر عند حاکتہا انصلی فیہما
قبل ان نغسلہا فقال لا نعم ولا باس انما حرم اللہ اکلہ و شربہ ولم یحرم لبسہ للصلوۃ یعنی امام باقر اور امام جعفر
سے بعض نی پوچہا کہ ہم کپڑی مول لیتی ہین کہ انمین شراب اور سور کی چربی لگی ہوتی ہی ایا بی دہوئی ان کپڑون سے نماز پڑہین فرمایا ہان

مضایقہ نہین اسلئے سور کا کھانا اور شراب کا پینا حرام فرمایا اور نماز کیواسطی بانکی کپڑی پہننی کو حرام نہین فرمایا فی التہذیب سئل
الصادق ع من جلد الخنزیر یجعل دلوا قال لا باس یعنی امام صادق سی پوچھا کہ سور کی چمڑی کا ڈول بنانا کیسا فرمایا
کچھ مضایقہ نہین و امثال ذلک ما ضاہاہا مما لا یتناہی حالانکہ یہ مخالف ظاہر قرآن ہین قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا
قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی اے ایمان والو
جب نماز پڑہنی کا قصد کرو تو اپنی مونہہ دہوو اور ہاتھ کہنیون تک اور سر کی مسح کرو اور پاؤن دہولو ٹخنون تک و قال انما الخمر و
المیسر الی قولہ رجس من عمل الشیطان و قال فی حق الخنزیر فانہ رجس یعنی فرمایا کہ شراب اور جوا اور سور رجس ہے
اور رجس کہتی ہین شدید نجاست کو پس ان چیزونکی نجاست کے روایات کو کہ معاضد ظاہر قرآن ہین کیون مقدم نہ بتایا ؎
تا چہ خواہد کرد بربا تاب لطف عارضت ؛ حالیا نیرنگ رنگ خوش آب انداختی ؛ اور یہ جو فرمایا ظاہر است کہ کلمہ انی موضوع الی قولہ
و ایکن ہذا من فن آلک پس ارشاد ہو کہ اس ظہور سی کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ آیات قرآنیہ یا احادیث ایمانیہ ہمیشہ اپنی ظاہر معنی
پر رہتی ہین اس حد سی تجاوز نہین کرتی تو اولا تقیہ کا پردہ اٹھتا ہے حالانکہ عند الشیعہ بزبان ائمہ التقیۃ دینی و دین آبائی ارشاد ہے
و ثانیا جناب مجتہد کا کیا جواب ہوگا جو حدیقہ سلطانیہ مین فرماتی ہین بدینعبارت کہ بدانکہ آنچہ از حضرت آدم ابو البشر و از بعضی دیگر
انبیا کہ بعضی از امور بظہور رسیدہ و در ظاہر قرآن مجید تعبیر از ان بمعصیت یا ظلم در قول او تعالی فعصی آدم ربہ فغوی مانند آن
واقع شدہ یا عتابی در مقابل آن وارد گشتہ الی ان قال محمول است بر مجاز و استعارہ و محمول است بر ترک اولی چنانکہ آیات موہمہ
و الہ بر تشبیہ خالق بمخلوق محمول است بر تاویلات صحیحہ انتہی بلفظہ العلوم المذموم و اگر یہ مراد ہے کہ انی اوضع المقام مین ظاہر بنا بر مکان ہے نہ تجاوز عن ہذا الظاہر تو یہ بات
بھی غیر مسلم ہے سوا اسکے انی مشترک ہے این اور متی اور کیف کی معنون مین کہ اول کو انی مکانی کہتی ہین اور ثانی کو زمانی اور ثالث کو کہتی
ہین پس انی کی وضع اگر بمعنی مکان ہے ظاہر ہے اور تعدد اور تخییر مکان کو مستلزم لیکن ظہور اس معنی کا مکان بر معنی غیر مسلم سوا اسکے
جائز ہے کہ مکان سے فرج مراد نہو بلکہ بالاخانہ یا تہخانہ یا صحن سرا وغیرہا مراد ہو اس تقدیر پر معنی انی شئتم کی یہ ہین کہ اپنی عورتون سی صحبت
کرو جس مکان مین چاہو خواہ وہ مکان بالاخانہ ہو یا تہخانہ یا صحن سرا نہ یہ کہ ہر عضو زنمین دخول کرو خواہ دہن ہو خواہ گوش خواہ بینی
خواہ مقعد رہو پوش فلما بطل ہذا المعنی بہذا الاحتمال بقی المعنیان الاخیران و ہو عین مذہب اہل السنۃ و یؤیدہ تفاسیر اہل قبلہ
مین شیعہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ انی زمانی کی نص فریقین کی تفسیرون مین موجود ہے فی المفاتیح الخاسس انی شئتم معناہ متی شئتم
من لیل و نہار و فی الصافی عن الصادق انی شئتم ای متی شئتم فی الفرج و فی روایۃ اخری ای ساعۃ شئتم لیکن یہ معنی مختار نہین
فی الکبیر فاما الاوقات فلا مدخل لہا فی ہذا الباب لان انی لا یکون بمعنی متی و انما یکون بمعنی کیف پس جمہور محققین سنی شیعہ کی نزدیک
انی بمعنی کیف مختار ہے لما یؤیدہ تفسیراتہم و تعبیراتہم فی الجلالین انی کیف شئتم من قیام و قعود و اضطجاع و [illegible] من الاقبال و الادبار و فی الصافی
تحت انی شئتم و فی اخری من قدامہا و من خلفہا فی القبل و فی منہج الصادقین انی شئتم ہر گونہ کہ خواہید خواہ روی زن بسوی
شما باشد یا پشت یا غیر آن از ہیات جماع و فی توضیح المجید انی شئتم جس طرح سی چاہو مقاربت کرو خواہ آگے طرف سے

انظرف لپچھتاوا غیراسکی اشکال مجامعت سی اور دلیل اس دعوی کی کہ آنی اس مقام مین کیف کی معنی مین ظاہر ہی کہ مانع اتیان
فی الادبار ہی نہ معنی این مین کہ تجوز اتیان فی الادبار ہی چند چیزین ہی از انجملہ ایک احادیث کما سبق ذکر بعضہا ومنہا ما فی الکبیر والمعالم
مما روی خزیمۃ ابن ثابت ان رجلا سأل النبی صلعم عن اتیان النساء فی ادبارہن فقال حلال فلما ولی الرجل دعاہ فقال
کیف قلت فی ای الخربتین او فی ای الخرزتین او فی ای الخصفتین امن قبلہا فی قبلہا فنعم ام من دبرہا فی قبلہا فنعم ام من دبرہا
فی دبرہا فلا ان اللہ تعالی لا یستحیی من الحق لا تأتوا النساء فی ادبارہن اراد بخربتیہا مسلکیہا والخرزتین وکذلک
الخصفتین کنایتان عن المأتیین کذا فی بعض التفاسیر یعنی خزیمہ سی مروی ہی کہ کسینی حضرت سے مسئلہ دخول فی الدبر کا پوچھا
فرمایا حلال ہی جب وہ مونہہ موڑ کر چلا آپنی اوسکو بلایا اور فرمایا کیونکر کہا آیا عورتکی دونو مقام مین آنا قبل کیجانب سے قبل مین یا پیچھے سے
یا دبر کیجانب سے قبل مین یہ بہی درست ہے یا دبر کیجانب سے دبر مین پس یہ حرام ہی اور نادرست اسلئے شرم نہین کرتا حق بات کی بیان مین اور
مراد خربتین سی مسلکین ہے اور خرزتین اور خصفتین سی مأتین ہی فی الکلینی سئل الصادق ع عن اتیان النساء فی اعجازہن فقال
ہی لعبتک لا تؤذیہا وفی روایۃ والمرأۃ لعبۃ لا تؤذی وہی حرث کما قال تعالی یعنی امام صادق سی مسئلہ دخول فی الدبر کا پوچھا فرمایا
عورت تیرا کہلونا ہی اوسکو نہ ستا اور دوسری روایت مین ہی کہ عورت کہلونا ہی اوسکو ستانا نچاہئی اور وہ کہیتی ہی جیسا حق تعالی
نی فرمایا دوسری شان نزول فی العیون ان الیہود کانوا یقولون من اتی المرأۃ من دبرہا فی قبلہا جاء الولد احول فانزل اللہ
ہذہ الآیۃ لتکذیب قولہم فکان الاولی من [illegible] یعنی یہود کہا کرتی تہی کہ عورتکی قبل مین من جانب الدبر آنا موجب
احولیت فرزند ہی پس اونکی تکذیب کو آیہ نساءکم الآیہ نازل ہوا بنا علی ہذا حمل لفظ قرآن کا اسپر اولی ہی وفی الصافی عن الرضا
ان الیہود کانت تقول اذا اتی الرجل المرأۃ من خلفہا خرج ولدہ احول فانزل اللہ نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی
شئتم من خلف او قدام خلافا لقول الیہود ولم یعن فی ادبارہن یعنی امام رضا سی مروی ہی کہ یہود کہا کرتی کہ
اگر مرد عورت کی پشت کیجانب سے وطی کریگا لڑکا احول پیدا ہوگا اسپر اللہ نے برخلاف قول یہود آیہ نازل فرمایا کہ تمہاری عورتین کہیتی ہین تمہاری
اپنی کہیتی مین جیسی چاہو پشت کیجانب سے یا روکی جانب سے اور نہین ارادہ کیا اسنی دخول فی الدبر کا تیسری سیاق کیونکہ نساءکم کی
پہلا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین ارشاد ہی اور ظاہر ہی کہ طہارت اجتناب مستقذر کا نام ہی خواہ یہ مستقذر حدث ہو خواہ خبث
یا جماع [illegible] وطی فی الدبر پس اتیان فی الدبر کی حرمت اس آیہ سی ثابت ہے اشارۃ چوتہی سیاق کیونکہ انی شئتم کی پیچھے وقدموا لانفسکم
ارشاد ہوتا ہی یعنی جب تمکو اتیان موضع حرث کی اجازت ملی تو اب موضع حرث مین آؤ اور منافع راجعہ الی الدین جیسی فرزند کی حفظ اور تحصیل
کا قصد کرو اور ولد صالح چاہو [illegible] الٰہی ہو جاوے اور استغفار کیا کری ع برگ عیش بگور خویش فرست ـ کس نیارد ز پس تو پیش فرست
کیونکہ امور مباحہ نیت صحیحہ کی سبب عبادت مین شمار ہوتی ہین اور ظاہر ہی کہ حصول اولاد سوا اتیان موضع حرث کی موضع غیر حرث مین
نہین پانچوین [illegible] کیونکہ وطی فی الدبر بلکہ وطی مطلقا مستقذر ہی خواہ ادبار رجال مین ہو خواہ ادبار یا اقبال نساء مین [illegible] سبب
واطی اور موطوء پر غسل واجب آتا ہی لیکن وطی فی القبل بضرورت ابقای نسل مباح ہوئی بشرط نکاح اور عدم محرمیت اور برأت و طہارت

۵۶ یعنی اللہ دوست رکہتا ہے توبہ والوں کو اور دوست رکہتا ہے پاک رہنے والوں کو

اما عبد اللہ الکنجی کان یتلبس لاهل السنة بصورة الشافعية بالتقية والتزوير يعني شيخ ابو عبد اللہ گنجی تقیہ
تزویر آپکو شافعیونمین شمار اہلسنت کے قریب مین لاتا تھا اور گاہی اس قوم کی علما خفیہ مین کوئی کتاب بنا کر وہ روایات کہ اہلسنت پر موجب
قدح اور طعن ہین انمین داخل کرتی ہین اور اسکو کسی ایک مذاہب اربعہ والی کیطرف نسبت دیتی ہین مثل کتاب مختصر کہ اسکو شیعہ نے تصنیف کیے
اور امام مالک کیطرف نسبت دی اور اسمین لکھا کہ مالک کو اپنی مملوکہ کی ساتھ لواطہ درست ہے لعموم قولہ تعالی وما ملکت ایمانکم
اور شیخ [illegible] دہلوی فرماتی ہین کہ مجہسی بالمشافہہ ایک معتبر نے نقل کیا کہ مینی اس قسم کی کتاب اصفہان مین دیکھی منسوب بامام ابو حنیفہ کہ اوسمین
مسائل فقہیہ مندرج تھی غالبا یہ کیدان کیا دکا اسطور پیش جاتا ہی کہ مغرب و موصل مین کہ مالکیونکا مسکن ہے اونمین اس قسم کی تالیف
کو امام ابو حنیفہ کیطرف نسبت کرتی ہین اور ہند اور توران کہ حنفیونکا موطن ہی اونمین اسطرحکی تصنیف کو امام مالک کیطرف اضافت دیتی ہیں
انتہا بر ما تو کہ ہر اہل مذہب اپنی امام کی روایات کو بخوبی جانتا ہی نہ غیر کی امام کی روایات کو مغالطہ مین آوی صاحب ہدایہ اور امام رازی ایسی
علام عالیمقام کو بابت نسبت متعہ اور وطی فی الدبر الی المالکیہ مغلطہ پیش آیا اب اس تحقیق سی واضح ہوا کہ مالکی اور مالکیونکی امام کی
نسبت نائرہ تشنیع منطفی اور مضمحل ہی اور شیعی اور شیعونکی امام کی نسبت نائرہ تشنیع ملتہب و مشتعل فرا غصہ کو تھام کر ضد کو چھوڑ کر
کتاب تہذیب اور استبصار ملاحظہ مین لائی دیکھئی تو احادیث ایسہ حلت وطی فی الدبر مین کس [illegible] اور شد کی ساتھ کسقدر موجود ہین اور علاوہ
ابہ قطع نظر اسکی کہ آپ اس فعل کی مرتکب ہین باستشہاد قرآن نسبت بنات لوط زبانی لوط اس فعل مذموم اور نا مربوط کو ثابت کر رہی ہین پاس
نائرہ تشنیع اشتباع امام مالک سنی کی نسبت [illegible] شیعی کی نسبت مشتعل گہہ سگ در دہان بستہ اس [illegible] گوی حضو
بردی از خوبان عالم شادباش جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی قال المجتہد المعزول واخرج ابن جریر فی کتاب النکاح عن [illegible]
ابن وہب عن مالک انہ مباح فخر رازی در تفسیر کبیر بعد ذکر روایت نافع گفتہ کہ مذہب مالک ہمین بودہ و ایضا از بعضی جا
ظاہر میشود کہ امام مالک چنانکہ قائل اینقول بودہ فاعل اینفعل ہم بودہ وخود بزبان مبارک اقرار و اعتراف باین امر نمودہ حیث قال السائل
سئلت [illegible] ابی سلیمان الجرجانی [illegible] عن مالک عن وطی الحلائل فی الدبر اخرجہ الخطیب فی رواۃ مالک وحول
اقول کتب رجال مین مذکور ہی کہ ابن جریر دو شخص ہین ایک محمد ابن جریر ابن رستم آملی اور شیعی ہی کتاب ایضاح اور مسترشد فی الامامة
اسکی تصنیف ہے دوسری محمد ابن جریر ابن غالب طبری ابو جعفر صاحب تفسیر اور تاریخ کبیر اور یہ علمای اہلسنت مین ہے اور سابق ہو چکا
کہ مالک بھی دو شخص ہین ایک شیعی کہ دخول ادبار اور متعة النسا کو حلال جانتا ہی دوسری امام مالک سنی کہ ان دونو فعلونکو حرام اور
موجب تعزیر بتاتا ہے اور خطیب بیشک محدثین اہلسنت کے طبقہ متاخرہ مین ہے جیسی حلبی اور ابن عساکر وغیرہما انکی تالیفات کا یہ
حال ہی کہ ہرگاہ ان لوگون نے دیکھا کہ اہلسنت کے محدثین [illegible] نے احادیث صحاح اور حسان کو کما ینبغی ضبط کیا اونمین جو جا سعی
باقی نہین رہا احادیث ضعیفہ اور موضوعہ اور مقلوبة الاسانید والمتون کے جمع اور تالیف مین مشغول ہوئی تا بطریق بیاض فراہم کر کر
[illegible] موضوعات کو حسان لغیرہا سی ممتاز کرین لیکن قلت فرصت اور کوتاہی عمر کی سبب مہم سر انجام کو نہ پہونچا ان
متاخرین [illegible] کی بعد پیدا ہوئی ان لوگون نے کچھ کچھ موضوعات کو حسان لغیرہا سی امتیاز دیا ابن جوزی نی موضوعات مین احادیث ضعیفہ کو

جدا لکھا اور مناوی نے مقاصد حسنہ میں حرمان لغیرہا کو علیحدہ کیا اور سید اصحاب جامع الاصول افادہ فرماتے ہیں کہ خطیب نے شریف
مرتضی برادر رضی سے احادیث شیعہ روایت کی کہ بعد جمع اور تالیف انمین نظر ثانی کری کہ ان حدیثوں کی کچھ اصل ہی یا نہیں لیکن اوسی عذر سے نا تمام
باعث نقد رہا تہ آیا پس بنا بر این تمہید کی ما نحن فیہ مین امر مشتبہ ہی ہنوز بالتحقیق معلوم نہیں کہ ابن جریر اور مالک شیعی مراد ہیں یا سنی
اور خطیب نے جو رواۃ مالک سے اخراج کیا وہ روایت کسکی ہی ظاہر اور اصح ہوتا ہی کہ یہ ابن جریر اور مالک شیعی [illegible] اخراج خطیب [illegible] رواۃ
مالک شیعی کیونکہ سابق امام مالک اور مالکیہ کا حال معلوم ہو چکا کہ مالک اس فعل کی نسبت تکذیب ہون علی فرماتے ہیں اور مالکیہ [illegible] انکار
بتاتے ہیں اور ابن وہب کا قول بحوالہ قسطلانی معرض پیش خوانی مین آچکا پس کیونکر کہئی کہ مالک اس فعل کی مبیح ہیں یا امام رازی نے اسکو امام
مالک کا مذہب قرار دیا پس شبہ ابن سبکی قول میں مالک شیعی مراد ہی واگر بالفرض بالتحقیق ثابت ہو کہ ان روایتوں میں مالک سے امام مالک مراد ہیں تو
بقیاس گذشتہ جواب صاف ہے کہ فی معنی حسن ہے استدلال اباحت وطی فی الدبر سراسر غباوت ہے ۵ باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ ٭ نرود میخ آہنی در سنگ
سنگ قال المجتہد المعزول سبحان اللہ یہ بسنت حال کثیر الاختلال ایمہ ضلال متخلفین سفینہ عترت و آل و بحول اللہ اقول بارک اللہ کیا جرات اور
بیباکی اور وقاحت اور چالاکی ہی کہ متمسکین سفینہ عترت و آل کو متخلفین اور متخلفین سفینہ عترت و آل کو متمسکین بتاتے ہیں عترت اور آل کا آیا یہی
تمسک ہی کہ علم بجائے تعزیے بنائے حالانکہ مسلم یحضر میں ہے کہ من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام اقول فی قولہ
من مثل مثالا انہ من ابدع بدعۃ ودعا الیہا و وضع دینا فقد خرج من الاسلام وقولی فی ذلک قولی الائمۃ یعنی جسنے قبر کی نقل کی یا
کوئی مثال بنائی یعنی بدعت نکالی اور لوگونکو اوسکیطرف بلایا اور ایک نیا دین ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی [illegible] تمسک ہے
کہ دلدل سدھائے تابوت پھرائے حالانکہ مختار کا یہ فعل نا مختار ہی کہ طفیل ابن جعدہ کندہ ہیکی دوکان سے کرسی اوٹھا لایا اوسکو تابوت السکینہ نام
کرکر بجھا [illegible] آیا یہی تمسک ہے کہ بھیس اوڑھائے چھتیسو نمین نوحے گائے حالانکہ کلینی مین امام سجاد سے مروی ہے کہ انما یحتاج المرأۃ الی النوح حتے
تسیل دمعہا ولا ینبغی لہا ان تقول ہجرا عورتنکو نوحے مین اتنا ہی چاہئے کہ آنسو بہ نکلیں اور بیہودہ بکنا نچاہئے آیا یہی تمسک ہے
کہ ڈھول بجائے مرثیہ کی پیردین حضرت شہربانو کا رنڈاپا گائے حالانکہ یہ فعل باتفاق حرام ہی آیا یہی تمسک ہے کہ لوگونکو ناحق سولائے کتاب سفینہ
اوٹ مین جناب نرگس کا سہاگ پورا دکھائے حالانکہ یہ ہذیان بستہ شیطان ہے آیا یہی تمسک ہے کہ شریعت کے مخالف کیجئے بتجویز مجلسی وغیرہ سلاطین
کی آگے سجدہ ہمیں کیجئے حالانکہ یہ بنص قرآن ممنوع ہی لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ والا جناب سید الابرار اور ائمہ اطہار اس سجدہ کے
زیادہ تر سزاوار تھے نہ شاہ عباس و طہماسب خناس آیا یہی تمسک ہی کہ جناب مرتضوی کو خائف و جبان اور آپکی اولاد کو [illegible] منصوب ٹھہرائے
ٹھہرائی حالانکہ یہ شجاعتکی منافی ہی آیا یہی تمسک ہی کہ بتقلید مجوس بی ننگ و ناموس عید ثلثہ سوی العیدین احداث کیجئے حالانکہ
خم غدیر مین کب حضرت نے جناب امیر کو خلیفہ کیا کہ جسپر عید غدیر مقرر ہوئی اور جو شجاعت [illegible] ہی کہ شہادت فاروقی سنکر خوشی مین آئے
احمد ابن اسحق شیعی نے اسلام مین اسکو رواج دیا مصائب النواصب مین ہے کہ کلمات اس عید کا فتوی نہیں [illegible] پیش عود
بسبیل خلاف تجویز کیا اور عید نوروز کی حقیقت ہے کہ اوس دن آفتاب نقطہ ربیعی سے گذرکر برج حمل میں آتا ہی [illegible] شمسی شروع ہوتا
ایرانیہ کہ گبری پرستار و مجوسی الفطرت تھے بطور عید اوس دن جشن کرتے آئے انکی یادگار شیعہ شہر انے اسلام مین داخل کیا اور [illegible]

دن جناب مرتضوی سریر آرای خلافت مصطفوی ہوئی یا انہم الفوا آبائہم ضالین فہم علی آثارہم یہرعون غرض یہ ہستی نمونہ ہی کہ
ملازمان آپ اور آپکی دونو بہائی باپ اسکی مرتکب کو متمسک بتاتی ہین اور مجتنب کو متخلف فرماتی ہین ف یہی ہی پسران نوح را بغی بی نور ؎ بر عکس نہند
نام زنگی کافور کا بالجملہ سرگاہ ملازمان نے اس مقام مین تمسک اور تخلف کا ذکر بیچ اضروری ہی کہ متمسکین و متخلفین کا کچھ نشان دیا جاوی کہ
اصحاب مین ... اور یقین اور اعتماد پر مخفی نہین کہ تخلف خلاف ہے تمسک کا اور احادیث ماسورہ تمسک نجات اور فلاح کی نسبت وارد ہین ...
حدیث ثقلین ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی یعنی
بخطاب امت حضرت کا ارشاد ہی کہ مین تم مین دو چیز گرانبار چہوڑی جاتا ہون کہ جبتک تم ان دونوسی تمسک کرتی رہوگی ہرگز گمراہ نہوگی
ایک ان دونومین بزرگتر ہی دوسری سی قرآن خدا اور میرے اقربا دوسری حدیث نجوم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم میری صحاب کا
حال ستارونکی طرح ہی انمین جنکی اقتدا کروگی راہ پاؤگی تیسری حدیث سفینہ کہ مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی
ومن تخلف عنہا غرق میری گہر والونکا حال کشتی نوح کا سا ہی کہ جو اوس کشتی پر سوار ہوا نجات پایا اور جسنی اوسی پیٹہہ پہیری غرق ہوا
ملا یعقوب ملتانی افادہ فرماتی ہین کہ ان دونو حدیثونمین جو صحابہ کو نجوم اور اہلبیت کو سفینہ ارشاد ہوا اسمین یہ اشارہ ہی کہ شریعت کو
صحابہ سی سیکہنا چاہئی اور طریقت کو اہلبیت سے اسواسطیکہ غرض دریای حقیقت اور معرفت مین بدون محافظت شریعت او طریقت کے
محال ہی جیسا سفر دریا کہ بدون کوب سفن اور اہتدا بنجوم متعذر ہی پس وصول الی المطلوب جیسا تنہا بدون مراعاۃ نجوم غیر متصور ہے ویسا ہی
بغیر مراعاۃ رکوب سفن بے اثر پس ملازمان نے دونو حدیثونکا اسی تعریف فرمایا اسواسطیکہ اول مین تمسک قرآن اور ثانی مین تمسک صحابہ کا بیان ہے
اور یہ واقع مین منافی تقریب ہے صرف تیسری حدیث کا اشارہ بتایا کہ یہ ظاہر امنافی تقریب نہین اور جلی النظر فضلا عن دقیقہ حاکم ہی کہ
تینو حدیثونکا مفاد کہ تمسک قرآن اور عترت و اہلبیت کا امر فرماتا ہی مخل مدعای ملازمان ہے بیان اول کا یہی کہ خلاف محققین قوم سنتی بعض
متعصبین تو حسب اللوم آپ اور آپکی بہائی باپ قرآن موجود کو صحت اور کمال سی معرا اور تحریف مفسرین بالجملہ تبدیل اور تغییر سی محشی جانتی ہین
کما سبق فی السابق خصوصا خود بدولت گرفتار تعصب بنحالت کہ اس قرآن معلم الرحمن کو اصلا تمسک اور حجت کی قابل نہین جانتی اور اپنی بارقہ ضیغمیہ
مین باینعبارت پر خسارت فرماتی ہین کہ چون نظم قرآنی نظم عثمانی ست بر شیعیان احتجاج بآن نشاید و فی موضع آخر منہا علاوہ آنکہ چون ناظم قرآن
خلیفہ ثالث شد احتجاج بآن بر شیعیان درست نمیتواند شد انتہی بعبارتہ المفضیۃ الی جسارتہ اور بیان ثانی کا یہ ہی کہ اثنا عشریہ بالخصوص حضرت
عباس اور ابن عباس کو کہ جناب رسالت کی چچا اور چچازاد بہائی ہین بد کہتی ہین اس سبب سے کہ حضرت فاروق اور کلثوم کی تزویج مین واسطہ
ہوئی تہی حالانکہ شوستری کی مجالس وغیرہ مین موجود ہی کہ حضرت خیر الناس جناب عباس کی عظمت بجالاتی تہی اور اونکی حقمین صنو ابی
فرماتی تہی اسیطرح زبیر ابن العوام کہ مادر ... عمہ مکرمہ جناب مصطفویہ اور مرتضویہ ہین جنگ جمل کی شرکت کے سبب دشمن بتاتی ہین
حالانکہ کشف الغمہ مین مکشوف ہے کہ جب اس جنگ مین ابن جرموز لعین نے آپکو شربت شہادت پلایا حضرت امیر کو مژدہ سنایا کہ مینی تیری بدخواہ کو
جہنم مین پہونچایا آپنی فرمایا کہ مجکو خیر العباد سی یاد ہی کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہی غصہ مین آیا اپنی تئین آپ خنجر سی مار جہنم مین پہونچایا حضرت
امیر نے فرمایا لقد صدق رسول اللہ بشر قاتل ابن صفیۃ بالنار ف اسیطرح رقیہ اور کلثوم کو حضرت کی بنات طیبات مین بجہت تحقیق

ف یعنی بیشک سچ فرمایا حضرت نبی نے کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کا مژدہ سناؤ ۱۲

علاقہ زوجیت بنہماو بین سیدنا عثمان حضرت سے ثابت نہیں ہین چنانچہ محقق الحق مین ہے کہ رقیہ و ام کلثوم حضرت کی دختر نہ تھین بطن خدیجہ سے اور منہج الفاضلین مین ہے کہ سوای حضرت فاطمہ آپکی کوئی دختر نہین حالانکہ قرآن مین بصیغہ جمع ارشاد ہے یا ایہا النبی قل لازواجک و بناتک اور ظاہر ہے کہ اطلاق جمع کا تین سے کم پر درست نہین اور معہذا زاد المعاد مین ہے کہ اللھم صل علی رقیۃ بنت نبیک و صل علی ام کلثوم بنت نبیک اسیطرح اکثر اولاد حسنین کو نہین مانتے اور امام نہین جانتے حسن ابن حسن مثنی اور عبداللہ محض اور نفس زکیہ وغیرہ کو کہ حسنی ہین کافر بتاتی ہین حالانکہ جامع اخبار مین ہے اکرموا اولادی من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ میری اولاد کو گرامی رکھو ... آل محمد کی محبت پر تو وہ مرا سنت اور جماعت پر اور امام حسین کی اولاد مین اختلاف عظیم بل اعتساف فخیم پیدا کر رکھا ہی کیسانیہ بعد حضرت امیر اور حسنین محمد ابن حنفیہ کو امام کہتی ہین زیدیہ امامت علی ابن الحسین کے قائل نہین باقریہ امام باقر اور ناووسیہ امام جعفر تک امامت کی مقر ہین موسویہ بعد امام جعفر کی حضرت موسی کاظم کو امام کہتی ہین افطحیہ عبداللہ بن جعفر کو اور اسمعیلیہ اسمعیل ابن جعفر کو قرامطیہ بعد اسمعیل انکی بیٹی محمد کو امام جانتی ہین اور اثنا عشریہ جعفر ابن موسی کاظم اور جعفر ابن علی برادر حضرت امام حسن عسکری کو کذاب بتاتی ہین اور سلسلہ امامت تا امام حسن عسکری پہونچاتی ہین بعد جعفریہ جعفر ابن علی کی امامت کے قائل ہین اور کہتی ہین کہ امام حسن عسکری لاولد تھی اور بعضی کہتی ہین آپکی فرزند امام آخر الزمان ہین کہ صغر سن مین باپکی روبرو وفات پائی اور بعضی نے حد بلوغ کو پہونچایا فاختلفوا فیہ فقال بعضہم مات فی الاصلوۃ فجاءۃ و قیل قتل و قیل حی غائب منتظر واللہ اعلم ع کس ندانست کہ منزلگہ آن یار کجاست ۝ اینقدر ہست کہ بانگ جرسی می آید اور بیان ثالث کا یہ ہی کہ اہلبیت حقیقی یعنی ازواج مطہرات جنکی حق مین آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا نازل ہوا جیسا ابن عباس وغیرہ نی فرمایا کہ انہا نزلت فی النساء النبی خصوصا صدیقہ و حفصہ کو اس سبب سے کہ انکی زوجیت مین شیخین کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہی اہلبیت مجازا بھی نہین جانتی اور جو مجازا داخل ہین اونمین حقیقت کو صرف کرتی ہین حالانکہ شان نزول کو اور سباق و سیاق اسپر دال ہی کہ یہ آیہ ازواج کی حق مین نازل ہوا اسواسطیکہ ابتدای یا نساء النبی لستن کاحد من النساء سے لفظ والحکمۃ تک انہ و احکی جانب خطاب ہے پس بدون انقطاع کلام سابق اور افتتاح کلام لاحق درمیان مین اور کا حال مذکور کرنا مخالف نص قرآنی ہی اسیوطی ترمذی وغیرہ مین آیا کہ ہرگاہ اس آیہ نی نزول پایا حضرت نے آل عبا کی حق مین دعا فرمایا کہ اللھم ہولاء اہلبیتی فاذہب عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا ام سلمہ نی عرض کیا الست باہلک یا رسول اللہ فرمایا انت علی خیر و انت علی مکانک یعنی تو بطریق اولی بجا بی خود اہلبیت ہے پس معلوم ہوا کہ یہ آیہ ازواج کی حق مین ہے خصوصا اور اولاد کی حق مین عموما ورنہ دعا کی کیا حاجت تھی **اقول** و معہذا ہرگاہ بعض روافض خصوصا جناب ابو الکلب کا مدار تطابق اعداد پر ہی کہ جن دو اسمونکی عدد مطابق ہوتی ہین اونکو مطابق کا حکم دیتی ہین ... نبی کی عدد برابر ہین اس تقدیر پر بھی مدعا واضح ہی کہ یہ آیہ ازواج نبی کی حق مین ہے خصوصا ... عموما ہذا ما سنح لی ربی الآن و لنعلقہ بحدیث بعد ذلک امرا اور بیان رابع کا یہ ہی کہ یہ فرقہ باجمعہا تمامی صحابہ کو کافر اور مرتد اعتقاد کرتا ہی اللھم الا شاذ و معدود منہم کلینی نی بروایت امام صادق لکھا کہ لما مات النبی صلعم ارتد الصحابۃ کلہم الا اربعۃ منہم مقداد و حذیفہ و سلمان و ابوذر حالانکہ جامع ... مین ہی من سب اصحابی فقد کفر جسنی میری اصحاب کو بدکہا کافر ہوا اور کتاب خصال مین بروایت امام صادق موجود ہے کہ کان اصحاب رسول اللہ

اثنا عشر نفراً ثمانیة آلاف من المدینة والفین من غیر المدینة والفین من الطلقاء لم یر فیهم قدریا ولا مرجیا ولا حروریا ولا معتزلیا ولا صاحب رای کانوا یبکون اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل خبز الخمیر یعنی حضرت کی اصحاب تعداد مین بارہ ہزار نفر تہی آٹہ ہزار مدینہ والی اور دو ہزار غیر مدینہ کی اور دو ہزار طلقا کہ نہ انمین کوئی قدری تہا نہ مرجی حروری نہ معتزلی نہ صاحب رای اور یہ لوگ دن رات رویا کرتی اور کہتی کاش ہماری روح قبض ہوئی پہلی اسی کہ ہم خمیر کی روٹی کہائین جناب شیخین کہ افضل صحابہ اور یار غار الہی ہین انکی عداوت اور بیزاری کو عین عبادت سمجہتی ہین تا آنکہ انکو صنم قریش قرار دیکر دعای صنمی قریش بنایا ہی اور اسکو دعای قنوت جناب مرتضوی بتایا ہی سو ہکذا اللهم العن صنمی قریش وجبتیہما وطاغوتیہما الذین خالفا امرک انکرا وحیک و انکرا انعامک وعصیا رسولک وقلبا دینک وحرفا کتابک الی آخر الهذیان حالانکہ احقاق الحق مین بابی امام صادق انکی حقمین موجود ہے هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه فعلیهما رحمة الله یوم القیمة یعنی شیخین دونو امام عادل تہی حق پر رہی اور حق ہی پر مری پس اونپر اسکی رحمت ہے قیامت کے دن پس ان بیانات اربعہ سی کالنور علی قلل الجبال اتضاح حال ہوا کہ متخلف سفینہ آل رسول رفض ہین عموماً اور ملازمان عمی تمسک خصوصاً کہ بفحوای افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اکثر قرآن اور عترت اور بیشتر اہلبیت اور صحابہ حضرت کیساتہ بغض اور کفران کہتی ہین نہ اہلسنت کہ بفحوای لا نفرق بین احد منہم سائران بزرگوار بعض کی نسبت انکی محبت اور ایمان ہی عموماً اور ختنین کے نسبت خصوصاً اور شیخین کیہنا ہمین خصوصاً بیان اونکا ظاہر ہی کہ اہلسنت قرآن کو علی الرأس والعین قبول رکہتی ہین شبانہ روز اوسکی خدمت مین مصروف ہین کثرت حفاظ اور وفور تلاوۃ اسپر دلیل روشن ہے حیاتاً او میتاً اوسکی تلاوت کو باعث نجات اور ثواب درست جانتی ہین اور کسی عترت اور اہلبیت اور احاد صحابہ خیر العباد سے بد نہین چہجای امجاد و مرکز آجاد کتب احادیث فقہ وغیرہ انکی روایتون سی مشحون ہین من شاء فلیطالعہا اور بیان ثالث کا یہ ہی کہ اہلسنت کے طور پر باخراج طبرانی عن ابی الدرداء حدیث صحیح وارد ہی کہ حضرت بستان فرماتی ہین کہ لا ادری بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر فانهما حبل الله الممدود من تمسک بهما فقد تمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لها یعنی مین اپنا بقا تم مین نہین دیکہتا سو تم اقتدا کرنا میری بعد ابو بکر اور عمر کی کہ دونو اللہ کے دستاویز مضبوط ہین جسنی اونکو تمسک کیا مضبوط رسی پکڑی کہ اوسکو ٹوٹنا نہین ہے اس مقام مین دو شبہہ کہ اثنا عشریہ کے سنگ راہ ہین ایک یہ کہ تمسک کل اہلبیت کے کیا حاجت تمسک بعض اہلبیت نجات کے لئی کافی ہی ہم الایمۃ الاثنا عشر سو اسطیکہ تشبیہ اہلبیت کے سفینہ کی ساتہ اسکو مقتضی ہی کہ اگر کوئی کشتی کی ایک کنج مین بیٹہا تو بہی غرق سی امین ہے دفع اس شبہہ کا یہ ہی کہ اس ہنگام مین اثنا عشریہ کو چاہیے کیسانیہ مختاریہ زیدیہ ناؤسیہ اسماعیلیہ موسویہ افطحیہ جعفریہ کو گمراہ اور ناری نجانین کیونکہ ہر ایک نی اس کشتی کی ایک کنج کو لیا ہی اور یہ کنج نجات کو کافی ہی بلکہ اس صورت مین تہمت تشیع کی تعمیم باطل اور منافی ہی پس بنا بر اس نقض کی تمام مذہب اثنا عشریہ کا برہم ہوا اور اس کا حل یہ ہے کہ ایک کنج مین بیٹہنا اوس وقت غرق سی باعث نجات کا ہوتا ہی کہ دوسری کنج مین رخنہ پیدا نکری اور ہرگاہ ایک کنج مین بیٹہا اور دوسری کنج مین رخنہ کیا تو شبہ غرق سی نجات نعین اور یہ قدر ظاہر ہی کہ شیعہ کا کوئی فرقہ ایسا نہین کہ ایک کنج مین بیٹہی اور دوسری کنج مین رخنہ نڈالی ہان ہر چند نہ ابای مختلفہ مین آدو شد رکہتی ہین لیکن انکی کشتی سالم ہی کسی کنج مین رخنہ نہین کرتی کہ غرق ہونیکا ... رہی یہ کہ بدہ ملازمان قیم مقام

[illegible]

۵۲ یعنی کیا ایمان لاتی ہو تم بعض قرآن پر اور بعض کی ساتہ کفر کرتی ہو ۱۲

عماد الاسلام میں فرماتی ہیں کہ حدیث اقتدا مجمل ہی اسواسطیکہ اسمین کچھ نہیں کہ کس چیز میں شیخین کی اقتدا چاہئی اس اجمال سے گمان ہوتا ہی شاید سبب
اس حدیث کے ارشاد کا یہ ہوگا کہ جس حضرت بعد اپنی رحلت فرمانے کے تشریف لیجاتی ہونگی اور شیخین عقب شریف پر ہونگی اسمین کسینی پوچھا ہوگا کہ ہم کس راستی سے آوین جب آپکے پاؤن ہی فرمایا
ہوگا کہ شیخین کے پیچھے پیچھے آؤ مجکو پاؤگی اہل انصاف پر ظاہر ہو گیا ہو کہ ملا زمان کی باپ جو اعلم علما و کیاست اور مدعی فہم و فراست
یہ کیا اجتہاد کی لی رہی ہیں اور بحکم بنی قصرا و ہدم مصرا تمام تمسکات قوم کی تار و پودکو برباد دیکی ہین [illegible] تعجب ہی کہ اجمال
اور احتمال کہ اس حدیث میں واقع ہی اگر منافی اقتداء شیخین ہوی تو وہ اجمال اور احتمال کہ احادیث متواترہ مقبولہ قوم مستوجب العذاب
تمسک اہلبیت کے نسبت وارد ہیں کیونکر مجوز اقتدای ائمہ ہونگی یا عتراف شیعہ پیدا ہی کہ حصول نجات کیلئے حدیث ثقلین سے کوئی حدیث بڑھکر نہیں
اسمین بہی وہی اجمال اور احتمال پیدا ہی اسواسطیکہ اصلا اسمین کچھ نہیں کہ کس چیز میں انکی ساتھ تمسک کرنا چاہئی آیا محبت اور اخلاص میں یا اتباع
اور پیروی میں پہر اس تقدیر پر بہی مجمل و محتمل ہی کہ آیا اصول میں تمسک چاہئی جیسا توحید باری اور امامت ائمہ وغیرہ میں یا فروع میں جیسا
عین نماز میں خصیوں اور قضیب کے کہیلنے میں یا فرج کا بوسہ لینی یا دخول فی الدبر وغیرہ میں من بعد اسمین کلام ہی کہ جمیع اہلبیت مراد ہین یا بعض
بر تقدیر اول حصر اثنا عشر باطل ہی اور بر تقدیر ثانی ترجیح بلا مرجح بل ترجیح مرجوح لازم اور ہمچنین احادیث کہ بلفظ طریق سلوک یحوق کشتی دریا
بیابان صحرا مروی ہین انمین بہی یہی احتمال راہ پائیگا کہ کسینی پوچھا ہوگا کہ فلانی شہر میں کیونکر پہونچوں حالانکہ اثنای راہ میں دریای ناپیدا کنار
اور صحرای دشوار گزار واقع ہیں حضرت نے فرمایا ہوگا کہ علی ابن ابیطالب کے ہمراہ چاہئی جانا کہ نشیب و فراز ان سے انکا جانی اور عمق دریا آب
اس راہ کی پہچانی ہی الی غیر ذلک من الاحتمالات این گل دیگر شکفت فافہم ولاتکن من الغافلین ناز م کہ از رقیبان دامن کشان گذشتیم گو مشت خاک
ما ہم برباد رفتہ باشد اب اہل انصاف از روی ایمان بلا اعتساف فرمائیں کہ متمسک یا متخلف سفینۂ عترت و آل اہلسنت ہیں یا شیعہ ضلال ٹرنیکا کا
سر بچا من بعد ملا زمان اپنی ہٹ دہرمی سے اگر آپکو متمسک عترت و آل بتائیں اوسی بات کے مصداق ہونگی کہ جولاہی کو مومن اور صدیقی خود کو مصلے
اور حبشی کو سپید اور نجاست گوشت کو حلال خود کہتی ہین مشرکین مکہ ہمیشہ آپکو تابع ملت ابراہیمیہ جانتی تہی اور مسلمانونکو صابی یہود و نصاری
آپکو موسوی عیسوی کہتی تہی اور عبداللہ ابن سلام اور نجاشی وغیرہ کو بیدین و مغوی لیکن سوائی لت رسوائی کی اور کیا حاصل تہا نام کسیکا
لینا اور خلاف اوسکی دل دینا کمال وقاحت اور بیحیائی ہی کار پاکان رشتی و کرمی ست • کار دونان حیلہ و بیشرمی ست • واللہ الہادی
قال المجتہد المغفور ملا عبدالرحمن جامی کہ اسم سامی او مانند مسمی او مطابق مسمی لقب گرامی او دال بر آنکہ جامی از حروریت و نصب جام
و نصیب کردید ع و للارض من کاس الکرام نصیب • بحول اللہ قول رفض اور نصرانیت کا لقب شیعہ کی نسبت بشہادت زید ابن علی ابن الحسین
اور بارشاد جناب سید الثقلین مسلم الثبوت ہی کہ رفضونا فہم الروافض و القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ والمشبہۃ یہود ہذہ
الامۃ والرافضۃ نصاری ہذہ الامۃ علی ما فی الملل والنحل للشہرستانی لیکن نصب اور رجوح کی جناب حضرت سے خصوصا ملا زمانی
جو اس رسالہ میں مولانا عبدالرحمن جامی اور طعن الرماح میں بحر العلوم مولانا عبد العلی علامی کی نسبت بتایا باینعبارت کہ صاحب مسلم و شارح
ناصبی متعصب مولوی عبد العلی در بیان مسئلہ وقوع تعبد بخبر واحد نوشتہ و فی موضع آخر منہ قال بعض علمائنا و ہو افضل الناصب المتعصب
المولوی عبد العلی فی ذیل تحقیقنا المسلم لا ینعقد الاجماع باہل البیت وائمتہم انتہی بکلماتہ الواہیۃ ادعای حصر او در

۱۷ ... نصرانی ...

۱۸ ...

۱۹ ...

بی اصل کا ظاہر اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ مولانای جامی کی نسبت یہ ادعا تین وجہ سی خالی نہین ایک تو شاید اس سبب سے کہ مشہور ہے کہ مولانای
موصوف نی ایک رافضی عالی کی مقابلہ مین فرمایا کہ ناری وہ لوگ ہین کہ جنمین حسد کا روگ ہی کیونکہ حسد کی بہشت عدو ہاین جنمین حسد نہین ہی
داخل ہی پس حسد فرقہ اہلسنت ہے کہ کسیکی نسبت نہین وہی ناجی ہی اور حسد باہمہ فرقہ ہین وہی ناری ہین خصوصا رافضی کہ بسبب اولاد غصب
بجلفت بدگمانی اوسکی اور ناآگہی کہتی ہین داخل نجفہ دشنام ہمہ ہمیکہ طاعت باشد مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم دوسری یہ کہ مولانای جامی کا اسم
سامی ابن ملجم ناصبی حروری کا مسامی ہی جیسا اس رسالی سی مفہوم ہوتا ہی لیکن باطل ہی اسواسطی کہ یہ اسم بہتر اسامی ہے حدیث صحیح مین وارد ہے
کہ احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ وعبد الرحمن اگر یہ نام نامی ابن ملجم ناصبی حروری کا مسامی واقع ہوا کیا قباحت لازم آئی ذرا اپنی کتب رجال
ملاحظہ فرمائیے کہ کتنی راوی حدیث اس نام کی گذری ہین کہ اونپر بہی حروریت و نصب کا اتہام محال ہی پس جو انکیجانب سے تحاشی تجویز کیگا
وہی تحاشی اطرف سے بہی سمجہیگا و معہذا مولانای ممدوح کا اسم شریف اگر ہمنام ابن ملجم ہی تو ملازمان کا اسم لطیف ہمعدد ابن ملجم ہی سید محمد
اور ابن ملجم دونوکی عدد برابر ہین گن لیجئی اسکی جواب کا فکر کیجئی من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ سید محمد جونپوری ہمنام ملازمان نی
مہدویت کا دعوا کیا افاغنہ لودہی اور راجپوتانہ اوسکی تابع ہوئی اپنا لقب مہدویہ مشہور کرتی آئی حالانکہ مدعی امامت باعتراف امامیہ کافر ہے
پس اگر مولانای جامی ہمنام ابن ملجم حروری ہین ملازمان ہمنام سید محمد جونپوری ہین یک نشد دو شد واللہ الہادی الی الرشاد تیسری یہ کہ ملازمان کے
بعض مستفید سے دریافت ہوا کہ مولانای جامی نی سلسلۃ الذہب مین بضمن حکایت شیعہ سنی جناب امیر تفضیل کی مذمت کی وہ حکایت یہ ہی **ابیات**

شیعه‌ای پیش سنی فاضل
گفت کای در علوم دین کامل
بازگو رمزی از علی ولی
که ترا یافتم ولی علی
گفت کی در ولای اوست اما
از کدامی علی سخن خواهی
زان علی کش تو نی ظهیر و معین
یا از آن کش منم محب و معین
گفت من گرچه اندکی دانم
در دو عالم علی یکی دانم
شرح این نکته را تمام بگو
آن کدام است این کدام بگو
گفت آن کو بود گزیدهٔ تو
نیست چون نقش تو کشیدهٔ تو
پیکری آفریدهٔ بخیال
گذرانیده برو احوال
پهلوانی بروت مالیده
بهر کینش جو رفا سگالیده
گر بنهی بر تهور و بیباک
کینه جوی مفتن و سفاک
بندهٔ نفس خویش چون تو
فارغ از دین و کیش چون تو
در خیبر بزور خود کنده
بوده با دوش [illegible] افگنده
بخلافت دلش بسی مائل
شد ابوبکر در میان حائل
بعد بوبکر خواست دیگر یار
لیک آن بر عمر گرفت قرار
چون از این هم بطرخ بست عمر
شد خلافت نصیب یار دگر
در تگ و پوی بهر این مطلوب
همه غالب شدند و مغلوب
با چنین عجز و ظن بنادانی
اسد الله غالبش خوانی
این علی در شمارهٔ که و مه
خود نبود دست ور نباشد به
وان علی کش منم بجان بنده
شهلت نفس شوم پراگنده
بر صف اهل زیغ بادل صاف
بهر اعلای دین کشیده مصاف
بود از غایت فتوت خویش
خالی از خوی جهل خویش [illegible]
قدرت فعل حق از وره
کنده بی خویشتن در خیبر
خواجه خیبر که خیبر گردون
بیشش آن دست [illegible]
دید زآفات خود خلافت را
بضرورت نخواست آفت را
هر چه بر دل نشیند از وی گرد
هست از چشم مرد آفت مرد
چیست گرد آنکه از ظهور وجود
زو مکدر شود صفای شهود
تا کسی بود زانحراف مصون
کاید آن کار راز عهده برون
بود با او موافق و منقاد
در جنگ و مخالفت نگشاد
چون همه و هی نقاب شدند
ذره سان محو آفتاب شدند
غیر از و کس نه خاص و عام نبود
که تواند بآن قیام نمود
لاجرم نصرت شریعت را
مستکمل شد آن ودیعت را
بود ستر کمال مصطفوی
گشت ختم خلافت نبوی
بود ختم رسالت [illegible]

عشائر اور اخوان ملا زمان کہ ہنوز طریق قدیم آبائی پر مستقل اور مستقیم ہین کان لگا کر سنین کہ آپکی نسبت کیا بتا رہی ہین عبارات اجہ بیان
اوپر جو مولانا ممدوح موصوف کو اپنا معاصر بتایا اولاً ہمعصری ابوجہل کی جناب ختم الرسل کی ساتھ کیا نافع ہوئی جو ہمعصری ملا زمان کے
مولانا کی ساتھ نفع بخشی ثانیاً یہ دعوا کیونکر باور ہو اس عصر مین مولانا کہان جو آپکی معاصر ہون ہان آپکی باپ کے اوستاذ الاوستاذ احمد اللہ سندیلی
شارح تصدیقات سلم کی معاصر تہی کیونکہ سندیلی ہذا مولانا کی والد ماجد استاذ الاساتذہ عماد الجہابذہ مولانا [illegible] کی ادنی کفش
بردار وین تھا جسکی بیٹی سی ملا زمان کی باپ نے پڑہا اور حمقای لکہنؤ مین یہ رتبہ بڑہا یزید پلید کہ مرثیہ خوانونکی ساتھ [illegible] کر گیا
پہر اوسکا احسان نہین مانتی ملا زمان کو یہ منصب مولانا کی غلامان غلام کی صدقہ مین پہونچا اگر اسی عنوان جہان فراشتی اور محسن کشی فرماتی
اور مولانا کو ناصبی بتاتی ہین کیا مضائقہ ہے اگر فرماتی کہ معاصر ناشستہ ہے عصر یعنی اشرار دین ہے تو بہی تو مولانا کی روافض کو نہین بخشا ہے ملا دلدار علی کی
کتاب نصیحۃ المسلمین نضیحۃ الشیاطین ملقب تحفہ اثنا عشریہ مین البتہ انکو ستایا بخوبی پہینکا ہے وہ کتاب آج تک اونکی حق مین [illegible] عرض
اہلبیت کو جو یزید نا صب لعین ستاوے اوسکی یہی سزا ہے کہ انتزاع ملک ہووے اور انقلاب ملک ہو ۵ دیدہ عبرت کشا قدرت حق را ببین ٭ شامت اعمال تو
تشکل نصاری گرفت ٭ ابہی کیا ہوا انجام کی خبر سنائی معرکہ اودہ نمونہ کربلا کہ باشارہ بہشتی شمارہ ملا زمان کربلا کیطرف متوجہ دار ہوا اوسکا انتقام
باقی ہے بعد [illegible] ثم الباقی ۵ تیری رسوائی کی خمین شہدا [illegible] دامن یار ہمدان [illegible] لی پردہ تیرا ٭ **قال المجتہد المعزول** در کتاب
بہارستان فرمودہ نظم گفت مملوکہ با مالک خویش ٭ ترک قضا ایش گرفت راہ فساد ٭ ترک این فعل کن جائز نیست ٭ نزد دین وران نیک نہاد ٭
گفت خاموش کہ شیخ دین مالک ٭ ہمچنین عیش رخصت ما داد ٭ گفت مسکین زن زیرا وکہ خدا ٭ در زد و گیر مالک انداز اد ٭ ہرگاہ حال مالک چنین است با پیر حال
مالیکان چہ خواہد بود ۵ **بحول اللہ اقول** نقل کلام بہارستان سے اگر یہ غرض ہے کہ مولانا جامی قدس سرہ السامی کا یہ مذہب ہے
یا ظاہر اس حکایت کا اسپر دلالت کرتا ہی کہ بشہادت مولانا ممدوح مالک کا یہ مذہب ہے فحاشا وکلا نہ وہ مالکی المذہب تھی نہ مذہب مالک اسکا بیان
منظور ہے اسطیکہ وہ ملا زمان کیطرح ایسی بیخبر اور باوجود شیخوخت آپکو بارہ برس کا نہین جانتی تہی کہ تحقیقات سابقہ سے آگاہ نہون لفظ مطائبہ ہے
کہ اوس مالک نے اپنی مملوکہ کی ساتھ یہ معاملہ جانا اور امام مالک کیطرف اوسکی نسبت کی حریص بیچاری شہوت کی ماری اپنی کام نکالنی کو بہانا
کچہہ کہہ لیا کرتی ہین اونکا کہنا یا اونکی کلام کو نقل کرنا دلیل مذہب نہین ہوسکتا کیا گوش مزاحت نیوش مین یہ مطائبہ نہین پہونچا کہ ۵ ایک
فرتوت اپنی جورو سے بحالت جماع مین [illegible] لگا کہنی کہ سنی جورو ہے ٭ میری اوپر خدا او نیچی تم ٭ اگر اس قسم کی مطائبہ سے مذہب ثابت
ہو اس مطائبہ کی مودی پر قسمت فوق اور تحت جناب کبریا اور زن مرفوع یا مین لازم آئیگی اور گفتگو طول پائیگی اور حق یہ ہے کہ کتاب مذکور
میں قبل از نظم کی یہ مطائبہ نثر مین متصلاً با ینعبارت مزبور ہے کہ علوی در بغداد زنی را بخود خواند آن زن از وی ہزار درم خواست
علوی گفت تو با آن راضی نیستی کہ جزوی از اہل خاندان نبوت و خانوادہ ولایت در تو فرود آید زن گفت این فیصلہ با قحبگان قم و کاشان گوی
واز قحبگان بغداد این آرزو را جز بہ دینار و درہم مجوی قطعہ بسفلہ تا ندہی ضعف آن کز و خواہی ٭ طمع مدار کہ زو کام دل بدست آید ٭ گرہ کشای
زر ایسہ کہ بندار ٭ بدستی ہمہ دو سول نکشاید ٭ انتہی پس یہ قرینہ سابقہ صاف دلالت کرتا ہے کہ مراد مالک سی یہی علوی شیعی ہے کہ
بسبب اتباع [illegible] ہر گاہ قحبہ بازاری سی شاہد مقصود آغوش مین نہ آیا بحکم خصوصیت مالک شیعی قضای مملوکہ کیجانب توجہ فرمایا مملوکہ

اسپر سنایا جو سنایا پس یہ فعل علوی کا ہی نہ کسی صدیقی یا فاروقی کا اور بالفرض اگر کسی دلیل سی ثابت ہوئی کہ یہ علوی غیر اوس مالک کا تہا
تو اس جزم اور یقین کا کون مانع ہی کہ وہ مالک شیعی المذہب تہا تابع مالک شیعی کا کہ مجوز متعہ اور محلل وطی فی الادبار ہی کہ اونسی اپنی مذہب کے
موافق مملوکہ کو یہ ہدایت کی اسیوا سطی مولانا نی اسپر مطائبہ فرمایا اور ملا زمانکی مورد تشنیع ہوئی کہ اونکو ناصبی اور حروری بنایا فی الواقع
عادی فعل پر خلاف فعل کا بیان گران گذرتا ہی خصوصا وہ لوگ کہ ایام عن جدید نکبہ بازی اور معاشرت متمتعہ بہا کی مشتاق و معتاد اور
مشتاق اور منقاد ہو رہی ہین کیونکہ او نپر شاق نگذری گا ؎ روح پدرت شاد کہ میگفت باستاد ٭ فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ
و بالجملہ ہرگاہ ثابت ہوا کہ اس مالک مملوکہ اور مالک مرخص سے مالک شیعی مراد ہی پس ارشاد ملا زمان کہ ہرگاہ حال امالک الخ نہایت موقع اور
پر بجا ہی عجب حبا آفرین جزاک اللہ ٭ بات یونہیں سیجہکر کہنی چاہئی کہ جیہ مخالف وجہ موالف حیًّا و میتًا ذکر جمیل سی طب اللسان او رغدب البیان
رہین ؎ ہان بہی کہ ذکرت بتحسین کنند ٭ نہ بعد از تو بر گور نفرین کنند **قال المجتہد المغرول** حالا حال امام و دیگر سنیان کہ شافعی بنسبت
بایدِ شنید فی الدار المنثور اخرج الطحاوی و الحاکم فی مناقب الشافعی و الخطیب عن محمد ابن عبد اللہ ابن عبد الحکم ان الشافعی
سئل عنہ فقال ما صح عن النبی صلعم فی تحلیلہ و لا تحریمہ شئی والقیاس انہ حلال **و بحول اللہ اقول** امام دیگر سنیان بجای دیگر
امام سنیان کی ایراد مین شاید قلم حیرت مین قدم کوزلہ عارض ہوئی والا امام دیگر سنیان اور چیز ہی اور دیگر امام سنیان اور چیز ہی تشتان
بینہما کما لا یخفی بہر حال ہرگاہ ماتحن بصددہ سے یہ بحث خارج ہی روایت محولہ در المنثور کا جواب ملاحظہ ہوئی قسطلانی شرح بخاری
کہ جب ابو نصر ابن صباغ نی اس منقبت بی اصل کو گوش زد فرمایا بحلف اور ایمان غلاظ و شداد بتایا کہ باللہ الذی لا الہ الا ہو لقد کذب
ابن عبد الحکم علی الشافعی فی ذلک فان الشافعی نص علی تحریمہ فی ستۃ کتاب مرکتبہ یعنی قسم بخدا کہ سوای اوس واسطی کے
کوئی معبود بحق نہین بیشک عبد اللہ ابن عبد الحکم نی اس بات مین امام شافعی پر جہوٹ لگایا کیونکہ امام شافعی نی اپنی تصنیفون سی چہ کتابون مین
اس فعل کی حرمت پر نص فرمایا حاصل کہ ہرگاہ شافعی سی تحریم فعل کی نص ثابت ہی اب اسکی مقابل تحلیل کا قیاس کیا کام کرتا ہی ایسی روایت سے
استدلال صحیح نہین ؎ کون سنتا ہی کہانی تری ای یار غلط ٭ کیون بغل مین لئی پہرتا ہی تو طومار غلط **قال المجتہد المغرول** و اخرج
الحاکم عن ابن عبد الحکم ان الشافعی ناظر محمد ابن الحسن فی ذلک فاحتج علیہ ابن الحسن بان الحرث انما یکون
فی الفرج فقال لہ فیکون ما سوی الفرج محرما فالتزمہ فقال ارأیت لو وطئہا بین ساقیہا او فی اعکانہا افی ذلک
حرث قال لا قال افیحرم قال لا قال فکیف تحتج بما لا تقول بہ **و بحول اللہ اقول** الفاظ اس مناظرہ کی نسبت بعض کتب مین بجای
ان الشافعی ان ابن ادریس مشاہدہ ہوا اور یہ لفظ مشترک ہی دو شخص مین ایک امام شافعی کی کنیت ہے دوسرے شاعر شیعی کے جسکا یہ شعر
مشہور ہے ؎ فیضتہم نادیا منی لمحمد ٭ و وصیہ و بنیہ لست بباغض ٭ اخبرہم من نفر الذی ہو بولاء اہل البیت لیس بناقض ٭ و قبل ابن ادریس بتقدیم
الذی ٭ قد متموہ علی علی ما رضی ٭ اسی اشتراک کنیت کی سبب امام شافعی پر تہمت ہوئی کہ یہ کلام اونکا ہے شیدہ ہوا اور اسکا مضمون اونکا
عقیدہ اسی بیان سی گمان جاتا ہے کہ اسی ابن ادریس شاعر شیعی نی امام محمد سی مناظرہ کیا ہو گی بمرور ایام اشتراک کنیت کے سبب ناقلین نی باشتباہ
مین آئی اور ابن ادریس کی جگہ شافعی کا لفظ لائی ورا شافعیہ [illegible] کتب شافعی سی ظاہر ہی کہ وہ ہرگز اس فعل کی قائل نہ تہی قدیما نہ جدیدا جیسا

نظر کیونکہ امام شافعی امام محمد کی ربیب اور شاگرد ادیب تھی اور شافعی حیا اور میتا تخلیہ اور تجلیہ میں اونکی ثناخوان کہ ما اثبت سمینا
افقہ واحفظ من محمد پس معلوم ہوا کہ یہ مناظرہ شیعی ابن ادریس کا ہی محمد کی ساتھ نہ شافعی ابن ادریس کا سیوطی تفسیر مظہری وغیرہ میں ہی
بر تقدیر صحت حکایت مناظرہ کلام موضع تحریف میں ہی کہ وطی بین الیتین ا عومی اور یہ بھی سابق میں مذکور ہوا کہ حرمت وطی فی الدبر کا سبب استقذار ہی
اور یہ دونو امر یعنی تحریف اور استقذار وطی بین الساقین اور ابط اعکاف وغیرہ میں منتفی ہین پس شافعی کی حجت کو گنجایش نہیں اسی سبب محمد نی سکوت فرمایا
اس مناظرہ ہنوز محل نزاع اور قیاس مع الفارق سی آگاہ نہیں اور بر تقدیر یکہ شافعی غالب آئی لیکن بقول قسطلانی یہ غلبہ اور الزام بطریق مناظرہ تھا
نہ یہ کہ ان ثابت ہوا کہ یہ شافعی کا مذہب ہے سوا اسکی اونکی نزدیک تحریم فعل کی حجت اور یہ جواب حجت امام محمد کی چنانچہ کتاب ام سے معلوم ہوتا ہے
پس قادح دلیل میں تحریری دعوی نہیں واللہ اعلم **فائدہ** اہلسنت کو اطلاع ہوئی کہ جیسا مالک اور ابن ادریس شیعہ کی قوم میں سے تھی کما مر ایسا ہی
محمد ابن حسن اور ابو حنیفہ نامی دو شخص اس فرقہ میں تھی لسان المیزان میں ہی کہ ابو حنیفہ ناوسیہ کی نسبت ہے اور ایک شخص [illegible] ابو حنیفہ [illegible] معتقد
زرارہ ہی کہ جیسا حال کشی میں بروایت ابو بصیر یوں مروی ہے کہ قال قلت لابی عبد اللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم قال اعاذنا الله
وایاک یا ابا بصیر من ذلک الظلم ذلک ما ذهب الیه زرارة واصحابه وابو حنیفة واصحابه یعنی ابو بصیر کہتا ہی میں نی آپ کو
امام صادق کی حضور میں پڑھا فرمایا ای ابو بصیر حق تعالی مجکو اور تجکو اس ظلم سی پناہ میں رکھی یہ ظلم زرارہ اور ابو حنیفہ اور ان دونو کی اتباع
کا مذہب ہی حتا فی شرح کافی میں ہی کہ مراد اس ابو حنیفہ سی ابو حنیفہ بصری ہی منجملہ قوم بنی عامر فقہ کو خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا ایک
روز شیعہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور دعوی کیا کہ امام صادق اور آپکی اصحاب افضی ہیں جو تھا پر اخلیفہ کی حکم سی اپنی اتباع کی ساتھ مارا گیا علماء
اہلسنت کی جن کتب میں ہی کہ ابو حنیفہ کا ذم آیا یا جسنی اونکو مرجیہ بتایا مراد او سی یہی ابو حنیفہ ناوسیہ یا ابو حنیفہ بصری ہی نہ امام ابو حنیفہ اسلام کی
جیسی فی استقصاء الافحام میں جو بشہادت خطیب بغدادی اور بارشاد سیدنا غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی آپکو خارجی جہمی مرجی بتایا
اسی سبب سے کہا گیا اور غنیۃ الطالبین کی عبارت میں مغالطہ کی لئی بعد لفظ اصحاب ابو حنیفہ کی نعمان ابن ثابت کا لفظ بڑہایا حالانکہ غنیہ کی نسخہ صحیحہ
میں یہ لفظ نہیں ہیں سیوطی اور ملا علی قاری نی فقہ اکبر کی شرح منح الروض میں اسکی دلیل بتائی ہاں غسانیہ نی جو امام موصوف کو مرجیہ بتایا باوجودیکہ مذہب صاحب الاعتماد
اہل تنبیہ السفیہ میں اوسکا منشا بایں عبارت مذکور ہی کہ و معہذا غسان را ہم اشتباه واقع شده که ارجای سنت را ارجاع بدعت فهمیده ارجاع
سنت ہمین قدر است که اعمال داخل در حقیقت ایمان نیستند نه آنکه شرط نجات ہم نیستند و ارجای بدعت که آنرا ارجاع غسانی نیز گویند آنست که
اعمال را بی تاثیر محض دانند لا شرطا ولا شطرا و ارجای سنت که مذهب امام ابو حنیفه است باک ندارد که مطابق تقاسیت عطف عمل صالح بر ایمان [illegible] تکثیر
را موجب الزام کردن در کلام تقلیدین جا بجا واقع است انتهی پس بنا بر این ہدایت عنوانکی جناب کا افرازلی کا اتہام اور ابن قلبی کی قلعیا تمام ہوئی استقصاء الافحام
کی تمام اس بحث شنام کی رد کو مراعاۃ اس کلیہ کی کافی اور وافی ہی فاحفظ ذلک واتقنہ آئندہ اگر سنا نہیں جانیں سوال انکسکی تقریر آن وغیرہ زور [illegible] است
جو اشکی جواب میں ہے **قال المجتهد المعزول** ہرگاہ شافعی باین حجت غالب آمد بر محمد ابن الحسن بطلان ہر دو واضح گشت کہ او قائل باباحت آن بود
و از کتاب الخصم خود را ملزم و مفحم ساختہ **و بحول اللہ اقول** بیان شیشین اور [illegible] ختنین سی ہی کہ قیاس ابن ادریس شافعی یا شیعی کا قیاس
مع الفارق ہی کہ اسکی سبب ہرگز کتاب ام سی الزام اور افحام ممکن نہیں علی تقدیر التسلیم یہ نہیں سمجھی سی مستنبط نہ استفادہ ہوا کہ مفحم یا ملزم کا وہ قائل کا مذ

ہوتا ہے المعترض لا مذہب لہ شاید فرمایا دخاطر رہا اگر کوئی اہلسنت میدان مناظرہ میں آوی اور بمواجہہ ملاقات فرماوی کہ امام زمان کیوں روپوش اور خانہ بدوش ہوئی موافق قرارداد قدمائی شیعہ تہک کر یہی فرمائیگا کہ بخوف اعدا و باندیشہ دشمنان آل عباد کہیگا اس ہنگام میں لطف اور اصلح کہاں رہا اور باعتراف قوم امامت کو جو شجاعت لازم ہی جبانت لازم آئی اس صورت میں کہ بیشک ملزم اور مفحم ہو جائیگا تو کیا ملزم اور مفحم کا مذہب لطف و اصلح ہو جائیگا ہو سکی باتیں کیجئی اگر ملزم اور مفحم کا مذہب لطف و اصلح ہو جای مذہب شیعہ کی نسبت ما نقلاب عظیم پیدا آئی کہ شیعہ بسبب سکوت قائل جبانت امام ہوئی اور سنی بسبب الزام بلطف و اصلح قائل شجاعت امام ٹہہری حتی ہذا الا انقلب المذہب و تبدیلہ ۵ قدم رکھنا سنبھلکر صحبت میں زاہد یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسی میخانہ کہتے ہیں قال المجتہد المعزول بعد از ان حاکم گفتہ لعل الشافعی کان یقول ذلک فی القدیم واما فی الجدید فصرح بالتحریم و بحول اللہ اقول مفاد قول حاکم کا یہ ہی کہ اگر یہ قیاس اور مناظرہ امام شافعی کا صحیح ہو جسکا مودی تحلیل ہے تو تصریحات شافعیہ اور شافعی کی بھی صحیح ہی جسکا مودی تحریم ہی پس بین القولین تناقض لازم آیا کہ وا الشافعی یقول انہ حلال و یقول انہ لیس بحلال اور دفعیہ اسکا یہ ہی کہ شاید شافعی کا اس مقدمہ میں دو قول ہو قدیما حلت کی قائل ہوں اور جدیداً حرمت کے کہ بعد ملاحظہ ادلہ قاطعہ حرمت تحریم کیجانب رجوع لائی پس باوجود تحقق رجعت ملا اوروں کی استدلال حلت کیونکر متمشی ہو سکی مع ان کلمۃ لعل للاحتمال والاحتمال یبطل الاستدلال فکلمۃ لعل یبطل الاستدلال ۵ چل دور ہو آگی سی مری باد صبا تو پہ گل تک نہ کبھی لیکئی پیغام ہمارا قال المجتہد المعزول ما را غرضی از قدیم و جدید پیش نیست اصل غرض بیان قائل بودن او بحلت است خواہ در قدیم باشد و خواہ در جدید و بحول اللہ اقول تہن بانی گہر جانی بچونکی سی کہانی ہی کوئی عاقل قول مرجوع عنہ کو مذہب کہہ سکتا ہی چہ جای استدلال اگر باوجود قول جدید قول قدیم بھی قابل استدلال ہی شیعہ آفت ناگہانی میں گرفتار ہونگے ہشامین وغیرہ رواۃ شیعہ ظاہر ہی کہ مجسمہ اور فاسد العقیدہ تہی چنانچہ کلینی میں محمد ابن فرج سی مروی ہی کہ قال کتبت الی ابی الحسن عم اسألہ عما قال ہشام ابن الحکم فی الجسم وہشام ابن سالم فی الصورۃ فکتب دع حیرۃ الحیران واستعذ باللہ من الشیطان لیس القول ما قال الہشامان یعنی ابن فرج کہتا ہی کہ میں نی ابو الحسن کو لکھا کہ ابن حکم خدا کی لیی جسم ثابت کرتا ہی اور ابن سالم صورت تجویز کیا کہ حیرۃ حیران کی چھوڑ دی اللہ کی پناہ چاہ شیطان سی ان دونو ہشاموں کی قول باطل ہیں جناب جہل کب انکی حمایت کو تعلیم مجلس نقل مجالس حدیقہ شیطانیہ میں فرماتی ہیں کہ یہ لوگ قبل حضوری خدمت ائمہ فاسد العقیدہ تہی جب انکی خدمت میں حاضر ہوئی صحیح العقیدہ ہوئی اب یہاں وہی فرمائی کہ ما را غرضی از قبل و بعد نیست الخ پہر وہ لوگ جو ہلا زمانکی اصل اور بنیاد ہیں اسیطرح کہینگے کہ ہمکو آپکی غرض سی کیا کام آپکی اسلاف تو سنی ہوتی آئی اور کذاب کی اولاد ستان خدا ہی کہ بحکم حق بر زبان جاری اہلسنت کے مذہب کی حقیقت ایسی جاسی نکل آئی اللہم نصر من نصر دین محمد واخذل من خذل دین محمد ۵ وصال یار میسر ملین ہی تو ہو ہوگا خدا کرے اثر ہجران کہیں بلا سے بلی قال المجتہد المعزول باز در تفسیر مذکور نیز بوریست اخرج الطحاوی من طریق اصبع بن [illegible] عن عبد الرحمن بن القاسم قال ما ادرکت احدا اقتدی بہ فی دینی یشک فی انہ حلال یعنی

وطی المرأة فی دبرها فنزل نساءکم حرث لکم فقال فاتی شیء من هذا و بحول اللہ قوّت قول معلوم نہین کہ من ہذا
کا متعلق ہی ظاہر ا معلوم ہوتا ہی کہ اصرح کا لفظ خامہ خطای ختامہ سی رہگیا کیونکہ ملازمان کی ترجمہ مین ای شیء ہذا بلفظ
کدام حجت صریح خواہد بود مترجم ہی خدا جانی کس مصلحت کیواسطی عمدًا یا سہوًا ترک متعلق سی بارادہ متعلق ہوا یہ نقصان خاتمہ کا خاتمہ کی
نقصان پر دلیل ہی خیر یہی کہ خاتمہ بخیر نہین معلوم ہوتا و بالجملہ بر تقدیر صحت روایت یہ بہی منافی تقریب ملازمان ہی جو مطلع کیا ہا
من اول الکلام الی ہذا المقام جو اقلام ہوا کہ جمعًا بین النصوص والاخبار و توفیقًا بقول الجمہور لاابد ایسی موقع
مین حرمت کا لفظ مقدر ہی یا فی بمعنی من ہی یعنی فی حرمة وطی المرأة فی دبرها یا فی وطی المرأة من دبرها اب سوای تجاہل او جہل یا نافہمی جہل
کی کیا منا قشہ ہی افسوس ہے گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو از شما یک تن نشد ہمراز جو قال المجتہد المنصف لایخفی علی ذی انصاف ان من کلام
واضح ولایح است کہ در زمان عبد الرحمن کسی از مقتدایانش قائل بحرمت آن نبودہ بلکہ اجماعی الوقت بودہ و ہم ظاہر میشود
کہ آیہ کریمہ را نص صریح و حجت واضح بر اباحت آن میدانستہ اند و ہمین سنت سنیہ ایمہ سنیہ دران زمان بودہ و بحول اللہ
اقول ہو بر تقدیر صحت منقول اور بتقدیر لفظ حرمت یا اخذ فی بمعنی من اسکی اباحت مین اصلا شک نہین ہان بر تقدیر
عدم تقدیر حرمت اور عدم اخذ فی بمعنی من البتہ اسکی اباحت مین شک بلکہ حرمت کا یقین ہی ایمہ اربعہ اور جمہور اہلسنت
اسکی حلت کی قائل نہین لما فی القسطلانی و مذہب احمد والشافعی و مالک و ابی حنیفة و صاحبیہ والجمہور
التحریم لورود النہی عن فعلہ و تعاطیہ یعنی چارون امام اور صاحبین امام ابو یوسف یانی اور امام محمد ابن الحسن الشیبانی
اور جمہور اہلسنت اس فعل کو حرام بتاتی ہین اسواسطی کہ اسکی فعل اور تعاطی مین نہی وارد ہی کما مر فی السابق بلکہ بشہادت
استبصار خلاصہ تہذیب اور ارشاد وغیرہ بابلغ وجوہ وضوح واضح ہوا کہ اس فعل کی قائل اور فاعل رفضہ خفضہ اور انکی
مفترضہ مفترضہ مین اگر اسقدر بیان پر طمانینت اور تسلی نہین ہوتی اپنی کتب فقہیہ ملاحظہ ہوئی فی الشرایع یجوز الاستمتاع
بما عدا القبل و فی شرح مدارک اتفق العلماء کافة علی جواز الاستمتاع من الحائض بما فوق السرة و تحت الرکبة
واختلفوا فیما بینهما خلا موضع الدم فذہب الاکثر الی جواز الاستمتاع بہ ایضا وقال السید المرتضی
فی شرح الرسالة لا یحل الاستمتاع بہ الا بما فوق المیزر منہ الوطی فی الدبر یعنی سوای قبل اور عضو مین جو الفت سی ان کا
درست ہی اور اسقدر متفق علیہ ہی خلاف ماعدای موضع دم مین ہی پس اکثر اسکی استمتاع کو بہی منع نہین کرتی اور سید
مرتضی منع کرتا ہی اور کہتا ہی حلال نہین استمتاع اس موضع کا الا بما فوق المیزر اور اسی قبیل سی ہی وطی فی الدبر یہ چند سطر کی
بعد مدارک مذکور مین مذکور ہی وقد ورد بذلک روایات کثیرة کموثقة عبد اللہ ابن بکیر عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللہ
قال اذا حاضت المرأة فلیاتہا زوجہا حیث شاء ما اتقی موضع الدم یعنی ابن بکیر نی امام جعفر صادق سی روایت کیا کہ آپنی
فرمایا کہ جب عورت حیض کیحالت مین ہوی تو مرد کو اختیار ہی اوسکی جسم میں جہان چاہی وطی کری پر موضع دم یعنی فرج کو بچاوے
و روایة عبد الملک بن عمرو قال سألت ابا عبد اللہ عما یصاحب المرأة الحایض منہا قال کل شیء ما عدا

المقبل بعینه یعنی عبد الملک کہتا ہی میں نی امام صادق سی پوچھا کہ مصاحبت زن حائض کی کیسی فرمایا سوای قبل کی ہر شے
درست ہی و صحیحۃ عمر ابن عبد العزیز قال قلت لابی عبد الله ما للرجل من الحائض قال ما بین الیتیھا یعنی ابن العزیز
کہتا ہی میں نی امام صادق سی سوال کیا کہ مرد عورت کی حالت حیض میں کیا کری فرمایا اوسکی ما بین سرین مین وطی کری انتہی مع الترجمۃ ملخصاً
تحتہا یہ ہین روایات صحیحہ شیعہ کہ [illegible] کی بنا بر ضرورت تقیہ یا باندیشہ تشنیع امرای بقیہ اس فعل ہون اور حرکت واہیات کو کرتہ
اسکی مجمع علیہا اصحاب ملت بیضا ہی اپنی جانب لیا اور حلت اسکی کہ مفتی بہا ارباب نحلت بے ضیا ہی اونکی جانب دیا الحمد للہ کہ یہ خدع
اور تزویر اور یہ مکر بی تاثیر فروغ پذیر نہیں ہوا و مکروا و مکر الله والله خیر الماکرین اب اہلسنت کی نسبت ایسی ہرزہ چانگی خوب نہیں اہل التشیع
قسمت ہے کرام الکاتبین پر ناخوب اور اس قسم کی دیوانگی معیوب نہیں ہے تا چند ژاژ خائی و بیہودہ درائی اسی تذکرہ پر منا سبہ
ترجمہ تمام شد قال المجتهد المغرول فالآن حصحص الحق ولاح وانصحح الاتضاح ان قدماءهم کانوا
یقولون بانہ مباح فیا ایہا المنصف اطفئ المصباح فقد طلع الصباح و بحول الله اقول معناه
علی حقیقۃ ما عناه فالآن حصحص الحق ولاح ان الاتیان فی الادبار عند اهل التدلیس حلال ثم سفاح
وانصحح الاتضاح انہ لدی اهل التدلیس حلال کالنکاح فان قدماءهم جمهور المجتهد من المحدثین
سراً کانوا قالوا وکان یقول انہ لا باس بہ بل هو مباح فیا ایہا المنصف الخایض فیما مضی والفایض
موضحاً اما من روایات الفریقین و درایات الطریقین بالایضاح اطفئ مصباح الزور الذی یجعل الادبار والاماح فقد
طلع فجر المنور الذی عزاه المدعین فضوء النهار و ضحوۃ الصباح وهہنا قد تم رد السہم الثاقب للمجتهد
الغاوی الذاهب المسمی بالقبقاب لآل الکذاب فالحمد لله فی الصباح والرواح ہے لله الحمد کہ کار کانی لگی تہمت سیری خطی ہوئی
اجکی منزل میں مسافت سیری اب احباب دین اور ارباب یقین پر واضح ہو کہ ہنگام حین روانگی مشتاق ملازمت کی
یہ پریشان اوراق ہاتہ آئی ہر وا رہی در رشا ہوا رجواب لئے انتظام پائی اسقدر بھی سد ضلال ضال کو کافی ہی اور
رد مقال الخیال کو وافی اگر اس مقدار ناگزیر سی زیادہ اتفاق تحریر اور انطلاق تقریر کا ہوتا لاجرم اور ناگزیر ہے
اور تو کیا کہوں بس جان پر بن جاتی پھر اتنی صورت بھی کسیکو نہ نظر آتی پھر برادران دینی اور اخوان یقینی کو لازم ہے
کہ ابلہ فریبونکی گفتار میں نہ آوین اور انکی لنبی جبی دستار پر نہ جاوین کہ صلاح ظاہر فی فلاح باطن دلیل ضلال ہے
بلکہ خود اوسکی ضلالت پر دال ولا احسن من قال شہادۃ لہذا المقال ہے زر سی گل کا خدنگ تر ہو نہیں جاتا
ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہیں جاتا قلعی سی کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہیں جاتا جس پاس
عصی ہو اوسی موسی نہیں کہتی ہر ہاتہ کو عاقل بیضا نہیں کہتی ھذا و آخر دعوانا ان عو بها ربنا اخرجنا
من هذه القریۃ الظالم اهلها واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا وھو الهادی
وبیدہ ازمۃ مخاتم الامور والمبادی

Date	No.	Date	No.